الکلام

مولانا آزاد نیشنل اردو یونیورسٹی میگزین

Al kalam

جولائی 2016 شمارہ XXIII

یونیورسٹی کیمپس کا نظارہ

یونیورسٹی کو NAAC کا دوبارہ ''اے'' گریڈ

राष्ट्रीय मूल्यांकन एवं प्रत्यायन परिषद

NATIONAL ASSESSMENT AND ACCREDITATION COUNCIL

An Autonomous Institution of the University Grants Commission

Certificate of Accreditation

The Executive Committee of the National Assessment and Accreditation Council on the recommendation of the duly appointed Peer Team is pleased to declare the Maulana Azad National Urdu University Gachibowli, Hyderabad, Telangana as Accredited with CGPA of 3.09 on four point scale at A grade valid up to May 24, 2021

Date : May 25, 2016

Director

''اردو یونیورسٹی کو متواتر دوسری مرتبہ NAAC کا اعلیٰ ترین A گریڈ عطا کیا جانا اس بات کا ثبوت ہے کہ اردو آج بھی عصری تقاضوں کی تکمیل کے معاملے میں کسی دوسری زبان سے پیچھے نہیں ہے۔''

محمد اسلم پرویز، وائس چانسلر

''روزگار کے حصول میں اردو ذریعہ تعلیم رکاوٹ نہیں ہے۔ NAAC کی جانب سے مسلسل دوسری مرتبہ ''A'' گریڈ کا حصول اس کا ثبوت ہے۔''

شکیل احمد، رجسٹرار

اندرونی صفحات پر

- شجر کاری مہم کا بڑے پیمانے پر انعقاد
- اردو ویب سائٹ کا افتتاح
- شمس الرحمٰن فاروقی کا لکچر
- بچوں کا ڈرامہ ''دادی اماں مان بھی جاؤ''
- طلبہ کا اولین ''جشن بہاراں''

یونیورسٹی کو NAAC کا دوبارہ اعلیٰ ترین ''A'' گریڈ

وائس چانسلر ڈاکٹر محمد اسلم پرویز NAAC ٹیم کو یونیورسٹی کی کارکردگی سے واقف کرواتے ہوئے

مولانا آزاد نیشنل اردو یونیورسٹی کو ہندوستان میں اعلیٰ تعلیمی اداروں میں معیار تعلیم کی جانچ کرنے والے یو جی سی کے خود مختار ادارے نیشنل اسسمنٹ اینڈ ایکریڈیٹیشن کونسل (NAAC) کی جانب سے پھر ایک مرتبہ اعلیٰ ترین ''A'' گریڈ حاصل ہوا ہے۔ اس سے قبل یونیورسٹی کو 2009 میں بھی اے گریڈ حاصل ہوا تھا۔ اس بار یونیورسٹی کو NAAC نے سی جی پی اے اسکیل کے تحت 3.09 نشانات عطا کیے ہیں۔ اس موقع پر ڈاکٹر محمد اسلم پرویز وائس چانسلر نے اپنے پیام میں تمام طلبہ، اساتذہ، عہدیداروں اور اسٹاف کو مبارکباد دی اور کہا کہ اے گریڈ کا حصول یونیورسٹی کے لیے یقیناً ایک اعزاز ہے۔ اس سے پتہ چلتا ہے کہ ہم صحیح سمت میں آگے بڑھ رہے ہیں۔ ہمیں مزید بہتر کام کرنا ہوگا۔ انگریزی اور دیگر قومی و مقامی زبانوں کی جامعات کے مقابلے میں اردو یونیورسٹی کو NAAC کا اعلیٰ ترین A گریڈ عطا کیا جانا اس بات کا ثبوت ہے کہ اردو آج بھی عصری تقاضوں کی تکمیل کے معاملے میں کسی دوسری زبان سے پیچھے نہیں ہے۔ ڈاکٹر اسلم پرویز نے یونیورسٹی میں علمی و تحقیقی ماحول کو مزید پروان چڑھانے کی ضرورت پر زور دیا۔ انہوں نے NAAC پیئر کمیٹی کے دورے اور تیاری کے سلسلے میں یونیورسٹی سطح پر تشکیل کردہ کمیٹی کی مساعی کی خصوصی طور پر ستائش کی۔ ڈاکٹر شکیل احمد رجسٹرار نے بھی NAAC کی جانب سے ہندوستان کی واحد اردو یونیورسٹی کو A گریڈ عطا کیے جانے پر اسے اردو ذریعہ تعلیم کے لیے ایک اعزاز قرار دیا ہے۔ یونیورسٹی میں سائنسی علوم، انجینئرنگ، پالی ٹیکنیک اور فنون و سماجی علوم کے کورسز اردو میں دستیاب ہیں۔ NAAC کی پیئر ٹیم نے 4-6/ اپریل 2016 یونیورسٹی کا دورہ کرتے ہوئے تعلیمی و زائد نصابی سہولیات، معیار اور دیگر اشاریوں کا تفصیلی جائزہ لیا تھا۔ NAAC کی اسٹانڈنگ کمیٹی کے 15 ویں اجلاس میں جو 25/ مئی کو بنگلورو میں منعقد ہوا پیش کردہ سفارشات کے ذریعہ مولانا آزاد نیشنل اردو یونیورسٹی کو تصدیق کے دوسرے مرحلے میں اعلیٰ ترین "A" گریڈ کا مستحق قرار دیا گیا۔ یونیورسٹی کا دورہ کرنے والی NAAC Peer Team کے صدر نشین پروفیسر جی این قاضی، وائس چانسلر، جامعہ ہمدرد تھے۔ جبکہ پروفیسر ستیندر سنگھ (سابق پرو وائس چانسلر گرو نانک دیو یونیورسٹی، امرتسر)، پروفیسر یوگیندر ورما، پرو وائس چانسلر، سنٹرل یونیورسٹی آف ہماچل پردیش، پروفیسر سدھیر گوہانے، صدر شعبۂ صحافت و ترسیل عامہ، ڈاکٹر بی آر امبیڈکر مراٹھواڑا یونیورسٹی، اورنگ آباد، پروفیسر جیکب جان کٹا کیم، امیریٹس پروفیسر، شعبۂ سماجیات، یونیورسٹی آف کیرالا، پروفیسر اٹل چودھری، پروفیسر شعبہ کمپیوٹر سائنس و انجینئرنگ، جادو پور یونیورسٹی، کولکاتہ اور پروفیسر گری جیش کمار، ایجوکیشن اینڈ الائیڈ سائنسز، ایم جے پی روہیل کھنڈ، یونیورسٹی، بریلی اراکین میں شامل تھے۔

NAAC ٹیم کے دورے کے موقع پر یونیورسٹی طلبہ کا ثقافتی پروگرام ''سب رس''

شیخ الجامعہ کے قلم سے......

تو رہ نوردِ شوق ہے......

ڈاکٹر محمد اسلم پرویز

اعلیٰ تعلیم کے ادارے انسانی زندگی اور تہذیب وتمدن کے بتدریج ارتقاء کی عمدہ مثالیں ہیں۔ تاریخ کے کسی بھی دور میں انسانی شعور اور دانشوری کی سطح پرکھنی ہو تو تعلیمی اداروں سے بہتر کوئی اشاریہ شاید ہی مل سکے۔

موجودہ دور سائنسی ترقی سے عبارت ہے۔ گوشت پوست کا وہی انسان جو پہلے مظاہر قدرت سے مرعوب اور مبہوت ہو جاتا تھا اب خلائے بسیط سے لے کر سمندر کی اتھاہ گہرائیوں تک تخلیق کے ہر پہلو کو سمجھنے کا خواہاں ہے۔ جسمانی ساخت میں تبدیلی کے بغیر ہی حضرت انسان نے اپنی ذہانت، فہم وادراک کے افق کو وسعت دیتے ہوئے ایسے کارہائے نمایاں انجام دیئے ہیں کہ خود عقل انسانی اس پر حیرت زدہ رہ جاتی ہے۔

مولانا آزاد نیشنل اردو یونیورسٹی کا قیام بھی اسی تہذیبی سفر کی ایک کڑی ہے۔ زبان بذات خود کچھ نہیں ہوتی۔ ماہر لسانیات جانتے ہیں کہ کسی زبان کو ادبی اور ثقافتی طور پر آراستہ کرنے کے لیے کس طرح کے ماحولیاتی آمیزہ کی ضرورت پڑتی ہے۔ کوئی زبان جب وقت اور حالات کی کسوٹی پر پوری طرح تپ کر کندن بن جاتی ہے، تب وہ لسانی، ادبی اور ثقافتی طور پر خود مختار کہلاتی ہے۔ اسے اپنے دامن کو مزید وسیع کرنے کے لیے کسی پر انحصار کی ضرورت نہیں رہتی۔ اردو کا معاملہ بھی یہی ہے۔ اردو کو اعلیٰ تعلیم کا ذریعہ بنانے کی مساعی میں اگر کہیں کوئی کمی نظر آتی ہے تو اس کے لیے اردو نہیں بلکہ اہل اردو ذمہ دار ہیں۔

ہم سب کے لیے یہ امر باعث اطمینان وانبساط ہے کہ ملک میں اعلیٰ تعلیم کے معیار کی جانچ کرنے والے خود مختار ادارے نیشنل اسسمنٹ اینڈ ایکریڈیٹیشن کونسل (این اے اے سی) نے مانو کو دوسری مرتبہ اعلیٰ ترین گریڈ ''اے'' سے سرفراز کیا ہے۔ طلبہ، اساتذہ اور یونیورسٹی کے عملے کی غیر معمولی محنت اور لگن کے بغیر اس کامیابی کا حصول ممکن نہ ہوتا۔ NAAC سے ''اے'' گریڈ کا حصول اردو ذریعہ تعلیم کی عصری معنویت اور افادیت کے لیے مہر صداقت سے کم نہیں ہے۔

سفر طویل ہے، راستہ آسان نہیں مگر اہل کارواں کا عزم ہر چیلنج سے نمٹنے کے لیے تیار ہے۔ ہمیں تدریسی مواد کی تیاری اور تحقیق کے اعلیٰ معیار کے حصول پر توجہ دینی چاہیے۔ علم کے اس دریا کو جسے رواں ہوئے ابھی زیادہ عرصہ نہیں ہوا، چھوٹی چھوٹی ندیوں سے جوڑنے کی ضرورت ہے۔ رابطہ (برج) کورس کا آغاز ایسی ہی ایک کوشش ہے۔ دینی مدارس سے فارغ التحصیل طلبہ کے لیے مانو، عصری علوم اور بیرونی دنیا تک پہنچنے کا ایک مؤثر ذریعہ بن سکتا ہے۔

اردو یونیورسٹی کے آغاز کے وقت شاید یہ بات ناقابل تصور تھی کہ یہ نوخیز جامعہ قیام کے اندرون دو دہائی، انجینئرنگ، انفارمیشن ٹکنالوجی اور کمپیوٹر سائنس جیسے عصری علوم میں تدریس کا آغاز کر پائے گی۔ ہمارے قابل اساتذہ اور منتظمین نے یہ کر دکھایا۔ اب ضرورت اس بات کی ہے کہ یونیورسٹی کو تعلیمی رسد اور فارغین کے لیے مارکٹ میں مواقع کی دستیابی کے نظام کو مستحکم کیا جائے۔ مانو سے فارغ ہونے والے طلبہ اگر عصری تقاضوں سے ہم آہنگ ہیں تو ان کا اردو پس منظر ترقی کی راہ میں ممد ومعاون ہی ثابت ہوگا۔ منصوبہ ساز اس جانب توجہ دیں کہ ہم کس طرح سے یونیورسٹی کی اردو شناخت کو متاثر کیے بغیر طالب علم کو ضامن روزگار تعلیم وتربیت فراہم کر سکیں۔ اس راستے پر ہمیں قدم بہ قدم آگے بڑھنا ہے۔

کسی بھی نوزائدہ تخلیق کی ہیئت اور حجم میں اضافہ فطری امر ہے۔ پودے کو درخت میں تبدیل ہونے اور پھول پھل سے آراستہ ہونے میں دیر نہیں لگتی۔ پھولوں کی رنگینی اور پھلوں کی خوش ذائقی یقیناً دیکھنے والوں کو گرویدہ بنا لے گی مگر جب تک درخت کی جڑیں مستحکم نہ ہوں اس کا وجود ہی خطرے میں پڑ سکتا ہے۔ ہمیں اس جامعہ کی جڑوں کو اس قدر مضبوط کرنا ہے کہ تیز وتند ہوائیں بھی اسے متاثر نہ کر سکیں۔

محنت، ایثار وقربانی اور پختہ عزم کے بغیر کسی بھی مقصد کا حصول نہ تو انفرادی سطح پر ممکن ہے اور نہ ہی اجتماعی سطح پر۔ اعلیٰ مقاصد کے تعین کا سب سے اولین فائدہ یہ ہے کہ ہمیں راستے کی معمولی مشکلات کی پرواہ نہیں رہتی۔ مقصد کے حصول کے لیے سچی لگن، سفر کے بیشتر مصائب وآلام کو نظروں سے اوجھل کر دیتی ہے۔

ساری مانو برادری سے میری درخواست ہے کہ وہ اپنے مستقبل کو یونیورسٹی کے مستقبل کے ساتھ ہمیشہ مربوط کر کے دیکھیں۔ جامعہ کی ترقی ہماری ترقی ہے۔ ہماری عمدہ کارکردگی خود ہمارے لیے اطمینان قلب کا باعث اور آنے والی نسلوں کے لیے ایک انمول تحفہ ہوگی۔ مولانا آزاد نیشنل اردو یونیورسٹی سے ہم کس حد تک جذباتی وابستگی رکھتے ہیں۔ اس کا اظہار ہمیں مثبت عمل سے دینا ہوگا۔

نئی نسل کی تیاری میں ہمارا کردار

اگر فضائی آلودگی نہ ہوتو بارش کی بوندیں اتنی پاک وصاف ہوتی ہیں کہ لوگ ان قطرات کو جمع کر کے پیتے ہیں۔لیکن یہی بوندیں اگر کسی گندی نالی میں گر جائیں تو کوئی بھی شخص اس پانی سے اپنے پیر دھونا بھی پسند نہ کرے۔

اچھا ذرا اس منظر کو بغور دیکھئے، بارش کی یہ بوندیں کنول کے پھول پر پڑ رہی ہیں۔ارے واہ یہ تو بالکل چمک اٹھیں!

خدانخواستہ یہی بوندیں کسی گرم گرم توے پر پڑتیں تو؟ ہاں یہ تو اپنا وجود ہی کھو بیٹھتیں۔

امریکی محقق Stephen Carr Leon نے اپنی تحقیق کے ذریعہ یہ بات ثابت کی ہے کہ معصوم اور ننھے منے بچوں کی سب سے زیادہ قدردانی اسرائیل میں کی جاتی ہے۔محقق نے اپنی تحقیق کے لیے باضابطہ طور پر تین سال تک اسرائیل میں قیام کیا اور تقریباً 8 برس میں اپنا تحقیقی کام مکمل کیا۔ اس اہم تحقیق کا حاصل یہ ہے کہ اسرائیل کے کسی بھی گھر میں ۹ ماہ بعد پیدا ہونے والے بچے کی ماں اس جذبے سے سرشار ہوتی ہے کہ اس بچے کے ذریعہ مجھے اپنے ملک اور اپنی نسل کو بہترین Contribution دینے کا موقع حاصل ہوگیا ہے۔ میں اپنے بچے کے ذریعہ ایک انتہائی ذہین، فطین اور talented شخص کا اضافہ کروں گی۔اس نوجوان عورت کے اس جذبے میں اس کا شوہر اور دیگر رشتہ دار سبھی شامل ہوتے ہیں۔

بارش کی ایک بوند کسی سیپ میں داخل ہوجائے تو کیا ہوتا ہے؟ جی ہاں یہ بوند ایک قیمتی موتی میں تبدیل ہوجاتی ہے!

یعنی بارش کی بوند کی قدر و قیمت اس بات پر منحصر ہے کہ اس کا استقبال کون کر رہا ہے؟ گرم توا، گندی نالی، کنول کا پھول یا پھر سیپ!

اسی طرح ہر پیدا ہونے والا معصوم بچہ بھی بے شمار خوبیوں اور صلاحیتوں کے ساتھ پیدا ہوتا ہے۔اس کی ان خوبیوں، صلاحیتوں اور talents کو سمجھنا اور انہیں پروان چڑھانا، یہ اس کے بڑوں اور خاص طور پر اس کے والدین اور اساتذہ کی ذمہ داری ہوتی ہے۔

معروف، ماہر نفسیات الفریڈ ایڈلر نے ہزار ہا شخصیات کے مشاہدات اور مطالعہ کے بعد ایک بڑا ہی اہم نتیجہ اخذ کیا ہے وہ کہتا ہے:

''انسانوں کی سب سے زیادہ حیرت ناک خصوصیت یہ ہے کہ وہ ایک ''نہیں'' (ناممکن) کو ایک ''ہاں'' (ممکن) میں بدلنے کی طاقت رکھتے ہیں۔سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کیا یہ حیرتناک خصوصیات، غیر معمولی ذہانت و فطانت اور (Extraordinary Talents) کسی خاص گروہ کے لیے مختص ہیں؟

اگر آپ غور کریں تو آپ یہی نتیجہ اخذ کریں گے کہ نہیں۔ایسا کچھ نہیں ہے۔ بلکہ یہ راز بہترین تعلیم وتربیت اور تیاری میں پنہاں ہے۔

امریکی محقق Stephen Carr Leon نے اپنی تحقیق کے ذریعہ یہ بات ثابت کی ہے کہ معصوم اور ننھے منے بچوں کی سب سے زیادہ قدردانی اسرائیل میں کی جاتی ہے۔محقق نے اپنی تحقیق کے لیے باضابطہ طور پر تین سال تک اسرائیل میں قیام کیا اور تقریباً 8 برس میں اپنا تحقیقی کام مکمل کیا۔اس اہم تحقیق کا حاصل یہ ہے کہ اسرائیل کے کسی بھی گھر میں ۹ ماہ بعد پیدا ہونے والے بچے کی ماں اس جذبے سے سرشار ہوتی ہے کہ اس بچے کے ذریعہ مجھے اپنے ملک اور اپنی نسل کو بہترین Contribution دینے کا موقع حاصل ہوگیا ہے۔ میں اپنے بچے کے ذریعہ ایک انتہائی ذہین، فطین اور talented شخص کا اضافہ کروں گی۔ اس نوجوان عورت کے اس جذبے میں اس کا شوہر اور دیگر رشتہ دار سبھی شامل ہوتے ہیں۔

پروفیسر صدیقی محمد محمود

حاملہ نوجوان عورت کو خوشگوار ماحول فراہم کیا جاتا ہے۔ وہ خود، اپنی غذائی عادات تک کو بدل دیتی ہے۔اب وہ کھانا کھانے سے پہلے مختلف قسم کے پھل کھاتی ہے اور کھانے میں دودھ، بادام، مچھلی اور کھجور کے اجزاء شامل کرتی ہے تاکہ ہونے والے بچے کی جسمانی اور ذہنی صحت پر اچھے اثرات مرتب ہوں۔اپنے فرصت کے لمحات میں وہ ہلکی پھلکی موسیقی سے لطف اندوز ہوتی ہے۔محقق نے ایک خاص بات کا مشاہدہ کیا، وہ کہتا ہے کہ اب یہ حاملہ خاتون با آواز بلند ریاضی کے سوالات حل کرتی ہے اور اس کے اس عمل میں اس کا شوہر اور دیگر رشتہ دار بھی اس کی مدد کرتے ہیں۔ آخر سب کا مقصد ایک ہی تو ہے کہ پیدا ہونے والا بچہ بہت زیادہ ذہین اور باصلاحیت ہو۔

اسرائیل میں حاملہ خاتون اپنے ڈاکٹر کی رہنمائی میں ہلکی پھلکی ورزش بھی کرتی ہے۔اس طرح 9 ماہ کا خوشگوار عرصہ گزارنے کے بعد جب وہ بچے کو جنم دیتی ہے تو اس کا گھر اور گھر کے تمام افراد، معصوم بچے کی بہترین تعلیم وتربیت کو اپنا فریضہ سمجھتے ہیں۔

مادری زبان عبرانی کے علاوہ، لازمی طور پر عربی اور انگریزی زبانیں سکھائی جاتی ہیں۔مختلف آداب سکھائے جاتے ہیں اور کھیل وتفریح کے پروگرام بھی اس نوعیت کے ہوتے ہیں کہ وہ بچے کی قوت متخیلہ اور قوتِ فیصلہ کو پروان چڑھا سکیں۔

اسرائیل کے اسکولوں میں بھی تیراندازی، شوٹنگ اور دوڑ کے مقابلے معمول

کی سرگرمیاں ہیں۔

محقق نے ایک اور خاص بات کا مشاہدہ کیا کہ عالمی سطح پر مشہور و معروف سگریٹس تیار کرنے اور ساری دنیا میں فروخت کرنے والے اس ملک اسرائیل میں اگر کوئی مہمان اپنے میزبان کے گھر سگریٹ پینا چاہے تو، مہمان نوازی کی اعلیٰ روایات کے باوجود بہت ہی شائستگی کے ساتھ مہمان سے درخواست کی جاتی ہے کہ وہ گھر بلکہ گلی سے دور جا کر سگریٹ نوشی کرے کہ اس کے دھوئیں میں شامل نکوٹین ہونے والے بچے کے ذہن و دماغ پر منفی اثرات مرتب نہ کرے۔

بچے کی غذا کا بھی خصوصی اہتمام کیا جاتا ہے۔اخروٹ، بادام اور Codliver oil کو لازمی غذائی اجزاء کے طور پر شامل کیا جاتا ہے۔

اسرائیل میں 8 تا 10 کی عمر میں بچوں کو تجارتی ریاضی Business Maths پڑھائی جاتی ہے۔(واضح رہے کہ دیگر ممالک میں ان کے ہم عمر بچے اس عمر میں صرف تصوراتی ریاضی (Conceptual Maths) تک ہی محدود ہوتے ہیں۔ یہاں کے اسکولوں میں دیگر مضامین کی تدریس کے ساتھ سائنس اور سائنسی تجربات پر خصوصی زور دیا جاتا ہے۔

اس طرح سے ایک بہت ہی مضبوط بنیاد کے ساتھ اسرائیلی بچہ اعلیٰ تعلیم میں قدم رکھتا ہے۔ جہاں اسے تجارت business اور اس کی جزئیات سکھائی جاتی ہیں۔ اسے لازمی طور پر انفرادی اور اجتماعی پروجیکٹس تیار کرنے کے مواقع فراہم کیے جاتے ہیں۔ اور تخلیقی اور انوکھے قسم کے پروجیکٹ کی خوب خوب پذیرائی کی جاتی ہے۔اس طرح اعلیٰ تعلیم حاصل کرنے والے طلبہ کی حوصلہ افزائی کی جاتی ہے کہ وہ ملازمت کی تلاش کرنے کے بجائے ایک بڑے بزنس کا آغاز کرے۔ اگر کوئی نوجوان لڑکا یا لڑکی بزنس شروع کرنے کے لیے مالی موقف نہ رکھتا ہو تو اسے اس بات کا موقع فراہم کیا جاتا ہے کہ وہ اپنی صلاحیتوں کو بروئے کار لاتے ہوئے ایک اعلیٰ درجے کا پروجیکٹ تیار کرے۔ نیویارک میں قائم کردہ مرکز میں اسے پیش کرے۔ اگر اس مرکز کے ماہرین نے اس منصوبے کو قبول کرلیا تو نوجوان کو بزنس کے آغاز کے لیے 10 ہزار امریکی ڈالر تک کی رقم بلاسودی قرض کے طور پر فراہم کی جاتی ہے۔

غرض، تعلیم وتربیت اور تیاری کا ایسا ماحول تیار کیا گیا ہے کہ جو اسرائیلی بچے کے لیے ایک سیپ کا کردار ادا کرتے ہوئے اسے ایک قیمتی گوہر بنانے کے لیے وقف ہے۔

ہماری تعلیمات میں یہ بات شامل ہے کہ حکمت ہماری متاع گم شدہ ہے۔ یعنی اچھی اور بھلی بات جہاں سے بھی ملے ہمیں اسے لے لینا چاہئے۔ تو اسرائیل کے لوگوں کا یہ جذبہ کہ ہمیں اپنی نئی نسل کو بہترین تعلیم وتربیت کے ذریعہ انتہائی ذہین اور فطین نسل کی تیاری کے لیے وقف کردینا ہے، ہمیں دعوتِ فکر وعمل دے رہا ہے کہ ہم بھی اپنے گھروں اور تعلیم گاہوں کو ایک ایسی سیپ میں ڈھالیں کہ یہاں پرورش پانے والے نونہالان ملک وقوم اور انسانیت کے درخشاں مستقبل کی ضمانت بن جائیں۔

پروفیسر محمود صدیقی، شعبۂ تعلیم وتربیت کے صدر ہیں۔

خالد سعید

غزل

امروز ہوں، فردا ہوں، تماشا بھی تو میں ہوں
جو ہاتھ نہ آیا، وہ گزشتہ بھی تو میں ہوں

میں خاک اڑاتا ہوا رہگیر اکیلا
اور دھول میں چھپتا ہوا رستہ بھی تو میں ہوں

رہ رہ کے چمکتا ہوا جگنو ہوں سرشام
اور ٹوٹ کے گرتا ہوا تارا بھی تو میں ہوں

میں وسعت صحرا میں بھٹکتا ہوا راہی
جو آس دلائے وہ خزانہ بھی تو میں ہوں

مانا کہ ہزاروں ہیں بھنور بحر میں میرے
تم بادباں کھولو کہ کنارہ بھی تو میں ہوں

غرقابی کا منظر ہے کہ بس دیکھ رہا ہوں
جو ڈوب رہا ہے وہ سفینہ بھی تو میں ہوں

میں نقش ہوں موجوں کا بیاباں میں، جو دیکھیں
گم ہے جو تہہ ریگ، وہ دریا بھی تو میں ہوں

خالد سعید، معروف شاعر ہیں اور شعبۂ اردو، مانو میں پروفیسر رہ چکے ہیں

آزاد شناس ٹام آلٹر سے خاص ملاقات

عبدالقادر صدیقی

مسوری، اتراکھنڈ میں 22 جون 1952 کو جنم لینے والے ٹام آلٹر بالی وڈ کے مشہور اداکار ہیں۔ ٹام آلٹر نے فلمی دنیا میں قدم رکھنے کے بعد دلیپ کمار کے استاد سے سات برس تک اردو سیکھی اور پڑھی ہے۔ ان کی اردو دوستی جگ ظاہر ہے۔ بالی ووڈ میں آج وہ ان چنندہ لوگوں میں ہیں جو اردو رسم الخط اسکرپٹ کو ترجیح دیتے ہیں اور اردو اخبار پڑھتے ہیں۔ انہوں نے ایکٹنگ کی تعلیم فلم اینڈ ٹیلی ویژن انسٹی ٹیوٹ آف انڈیا (FTII-Pune) سے حاصل کی ہے۔ وہ فلم کے علاوہ تھیٹر کے بھی بڑے اداکار ہیں۔ اردو ہندی اور انگریزی کے درجنوں ڈراموں میں انہوں نے اپنی اداکاری کا جادو بکھیرا ہے۔ اور آج بھی اپنی اس سحر کاری سے لوگوں کو اپنا گرویدہ بنا رکھا ہے۔ لیکن جس ڈرامے نے انہیں سب سے زیادہ مقبولیت بخشی ہے وہ ڈاکٹر سعید عالم کا ڈرامہ ''آزاد ایک تمثیل'' ہے۔ جس میں انہوں نے مولانا آزاد کا کردار ادا کیا ہے۔ اس ڈرامے نے ان کو اور انہوں نے آزاد کے کردار کو نیا رنگ و روپ بخشا ہے۔ 11 نومبر 2014 کو یوم آزاد کے موقع پر انہوں نے ڈاکٹر سعید عالم کا لکھا دوسرا ڈرامہ ''آزاد کے قلم سے'' میں مولانا آزاد کا کردار ادا کیا جو ہماری یونیورسٹی میں پیش کیا گیا۔ اس موقع پر ان سے تین چار گھنٹے طویل ملاقات رہی۔ ڈرامے کے اختتام کے بعد انہوں نے میری خواہش پر خصوصی (Exclusive) انٹرویو دینے پر آمادگی ظاہر کی۔ جو ذیل میں آپ کی خدمت میں پیش ہے۔

> ''میں سمجھتا ہوں اردو رسم الخط ہی اردو کا اصل حسن ہے۔ اس کے بغیر اردو زندہ تو رہ سکتی ہے، لیکن اپنی شناخت اور اپنا حسن کھو دے گی۔ اگر آپ ہندی کو دیوناگری کے بجائے اردو رسم الخط میں لکھیں تو ہندی کا حسن ختم ہو جائے گا۔ اردو الفاظ کے صحیح تلفظ کی ادائیگی دیوناگری اسکرپٹ میں نہیں ہوسکتی ہے۔ اردو کے ساتھ اردو یا فارسی رسم الخط ہی مناسب ہے'': ٹام آلٹر

سوال: تھیٹر کی ایکٹنگ اور فلمی ایکٹنگ میں کیا فرق ہے اور آپ تھیٹر اور فلم میں کسے ترجیح دیتے ہیں؟

ٹام آلٹر: کچھ زیادہ نہیں، دونوں ہی کی ایکٹنگ میں وہی شدت اور وہی جنون اور احساس کی ضرورت ہوتی ہے۔ ہاں اتنا ضرور ہے کہ تھیٹر میں فلم کی طرح ری ٹیک کی گنجائش نہیں ہوتی ہے۔ میں کام کی نوعیت نہیں دیکھتا، میری نظر اپنے کردار پر ہوتی ہے۔ میں اسکرپٹ کے منظر کو نہیں بلکہ اس کے پس منظر پر زیادہ توجہ دیتا ہوں، اس کے معنی پر دھیان دیتا ہوں اور پھر اسے منتخب کرتا ہوں۔

سوال: آپ کی اداکارانہ زندگی میں سب سے بڑا ہاتھ کس کا ہے؟

ٹام آلٹر: میرے ایکٹنگ گرو روشن تنیجا کا، انہوں نے مجھے تراشا ہے۔ آج جو کچھ ہوں انہیں کی تربیت کا اثر ہے۔ وہ شبدوں (الفاظ) سے اوپر ہیں۔ ان کی تعریف کے لیے الفاظ نہیں ہے، ان سے بے پناہ محبت اور عقیدت ہے۔

سوال: آپ کی زندگی کا سب سے اہم واقعہ جس نے آپ کی زندگی میں تبدیلی لائی ہے؟

ٹام آلٹر: میں سمجھتا ہوں کہ مولانا آزاد کی زندگی پر سعید عالم کا لکھا گیا ڈرامہ ''آزاد ایک تمثیل''۔ اس ڈرامے نے جیسے میری زندگی کا رخ ہی بدل دیا۔ یا یوں کہیے کہ اس ڈرامے کے ساتھ میری زندگی میں ایک نئی صبح کا آغاز ہوا۔

سوال: سعید عالم سے ملاقات کیسے ہوئی؟ اور ڈرامہ آزاد ایک تمثیل میں مولانا آزاد کا کردار کرنے پر کیسے رضا مند ہوئے؟

ٹام آلٹر: یہ 2002 کی بات ہے۔ جب ایک دن اچانک ڈاکٹر سعید عالم میرے گھر آپہنچے۔ یہ ہماری ان سے پہلی ملاقات تھی۔ انہوں نے مجھ سے کہا کہ میں آپ کو اپنے ڈرامہ ''آزاد۔ ایک تمثیل'' میں مولانا آزاد کے کردار میں پیش کرنا چاہتا ہوں۔ میں نے ان سے اسکرپٹ مانگی۔ تو انہوں نے مجھے اسکی رومن تحریر والی اسکرپٹ دی۔ میں نے وہ اسکرپٹ انہیں پڑھے بغیر یہ کہہ کے واپس کردی کہ مجھے اردو اسکرپٹ چاہیے پھر بات ہوگی۔ تین دن کے بعد وہ اردو اسکرپٹ کے ساتھ دوبارہ میرے گھر آئے۔ اسکرپٹ

ٹام آلٹر کے ساتھ عبدالقادر صدیقی محو گفتگو

پڑھتے ہوئے مجھے اتنا مزہ آیا کہ صرف تین صفحہ پڑھنے کے بعد میں نے ڈرامے میں آزاد کے کردار کے لیے رضامندی دے دی۔ مجھے یاد ہے کہ 2002 کے آخر میں ہم نے اس کو پہلی بار اسٹیج کیا تھا۔

سوال: ڈرامہ آزاد ایک تمثیل اسٹیج کرنے سے قبل آپ مولانا آزاد سے کس حد تک واقف تھے؟

ٹام آلٹر: مولانا آزاد کے نام سے میرے کان بچپن سے ہی آشنا تھے۔ کیوں کہ میرے والد صاحب ان کے بڑے مداح تھے۔ وہ اکثر ان کا تذکرہ کیا کرتے تھے۔ جس کی ایک بڑی وجہ یہ بھی تھی کہ میری پیدائش سے قبل مولانا آزاد نے ہمارے شہر مسوری میں ایک تقریر کی تھی جسے میرے والد نے سنی تھی اور بہت پسند کی تھی۔ لیکن ڈرامہ آزاد ایک تمثیل سے قبل تک میں آزاد سے اسی قدر واقف تھا کہ وہ جدو جہد آزادی کے ایک رکن تھے۔ فلمی دنیا میں آنے کے بعد اردو سیکھنے کے زمانے میں ان کی کتاب غبار خاطر کی تھوڑی سی ورق گردانی کی تھی۔ لیکن ڈرامہ ''آزاد۔ ایک تمثیل'' اور ''آزاد کے قلم سے'' میں

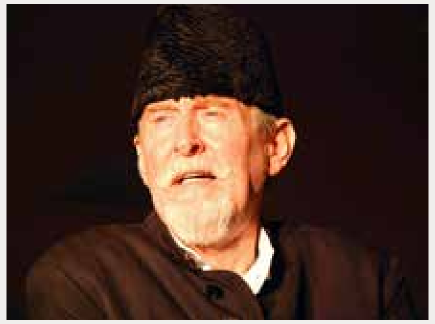

ان کی زندگی کا کردار نبھانے کی وجہ سے انکی زندگی کا مطالعہ کرنے کے بعد اب میں ان کی زندگی کے سیاسی، ادبی اور ثقافتی گوشوں سے واقف ہو چکا ہوں۔

سوال: مولانا آزاد کی کس فکر نے آپ کو سب سے زیادہ متاثر کیا؟

ٹام آلٹر: بلاشبہ متحدہ قومیت کا تصور، وہ کسی بھی قیمت پر مذہبی بنیاد پر متحدہ ہندوستان کا بٹوارہ نہیں چاہتے تھے۔ ان کا ایقان تھا کہ مذہب اور اسلام کے نام پر کوئی ملک نہیں بننا چاہیے۔ اگرچہ نجی زندگی کے استحکام کے لیے مذہب ضروری ہے لیکن اسے سیاسی رنگ نہ دیا جائے۔ مولانا کا ماننا تھا کہ مذہب کی بنیاد پر جس طرح اسرائیل کا قیام غلط ہے ایسے ہی پاکستان کا قیام بھی غلط ہے۔ انہوں نے پاکستان کی مانگ کرنے والوں سے کہا تھا کہ، پھر تم میں اور یہودیوں میں کیا فرق ہے۔ وہ بھی ایک خالص مذہبی اسٹیٹ کا مطالبہ کرر ہے ہیں اور تم بھی کرر ہے ہو۔ مولانا نے تشکیل پاکستان کے پیش نظر جن خدشات کا اظہار کیا تھا ان سب کا ظہور ہو کے رہا۔ آج ہم سب اس بات کے گواہ ہیں کہ دونوں ہی خطوں میں امن و امان غارت ہے۔ میں یہ نہیں کہتا کہ پاکستان نہیں بننا چاہیے تھا لیکن مذہبی بنیاد پر نہیں بننا چاہیے تھا۔ کسی سیاسی نظریہ پر بنتا تو اور بات ہوتی۔

سوال: آپ کی زندگی کا فلسفہ کیا ہے؟

ٹام آلٹر: محنت کریں اپنی ذات سے کسی کو تکلیف نہ پہنچائیں۔ میں مذہب کے غلط استعمال کے سخت خلاف ہوں۔ مذہب نہ تو ہمارے لیے دیوار بننا چاہیے اور نہ ہی ہتھیار بننا چاہیے۔ مذہب امن و آشتی کا پیغامبر رہے۔ یہی میری زندگی کا فلسفہ ہے اور یہی میری زندگی کا اصول ہے۔

عبدالقادر صدیقی، شعبہ ماس کمیونیکیشن اینڈ جرنلزم میں ریسرچ اسکالر ہیں

یونیورسٹی کیمپس میں بڑے پیمانے پر شجرکاری مہم

یونیورسٹی میں تلنگانہ ہریتا ہارم پراجکٹ کے حصے کے طور پر 11 اور 13 جولائی 2016 کو کیمپس میں بڑے پیمانے پر شجرکاری مہم کا اہتمام کیا گیا اور مختلف اقسام کے پودے لگائے گئے۔ یونیورسٹی' ادارہ جاتی شجرکاری پروگرام کے تحت تلنگانہ ہریتا ہارم پراجکٹ کی اہم شراکت دار ہے۔

وائس چانسلر ڈاکٹر محمد اسلم پرویز نے بھی رجسٹرار ڈاکٹر شکیل احمد اور جناب کارتکیا' ڈپٹی کمشنر آف پولیس' سائبر آباد' حیدر آباد کے ہمراہ شرکت کی۔ یونیورسٹی کے پراکٹر پروفیسر محمد عبدالعظیم، صدر شعبہ نباتیات وانچارج باغبانی ڈاکٹر ایس مقبول احمد اور جناب طاہر علی، سیکوریٹی انچارج نے دونوں تقاریب کو کامیاب بنانے میں سرگرم حصہ لیا۔ شجرکاری تہوار منانے کے لیے اسکول آف سائنسز کے طلبہ' چیتنیا جونیئر کالج' مدینہ گوڑہ برانچ اور گورنمنٹ جونیئر کالج' رائیدرگم کی طالبات کے علاوہ اعلیٰ پولیس عہداروں اور حیدرآباد سافٹ ویئر انٹر پرائزز اسوسیئشن کے نمائندوں نے بھی شرکت کی اور پودے لگاتے ہوئے شجرکاری مہم کو کامیاب بنایا۔

یونیورسٹی کے شب وروز

اُردو ویب سائٹ کا افتتاح

وائس چانسلر ڈاکٹر محمد اسلم پرویز اردو ویب سائٹ کا افتتاح کرتے ہوئے۔

ڈاکٹر محمد اسلم پرویز، وائس چانسلر نے 24/ مارچ کو ایک سادہ تقریب میں یونیورسٹی کی اردو ویب سائٹ کا افتتاح انجام دیا۔ ویب سائٹ کی اس افتتاحی تقریب میں یونیورسٹی کے سینئر عہدیداران موجود تھے۔

اس موقع پر وائس چانسلر نے کہا چونکہ مولانا آزاد نیشنل اردو یونیورسٹی کا ذریعہ تعلیم اُردو ہے لہٰذا اردو یونیورسٹی کے لیے ضروری تھا کہ وہ اردو زبان میں اپنا ویب سائٹ تیار کرے لیکن کچھ تکنیکی اور دیگر وجوہات کی بنا پر ابھی تک ویب سائٹ انگریزی میں تھی۔ مجھے خوشی ہے کہ اُردو ویب سائٹ کے افتتاح کے ساتھ یونیورسٹی سے وابستگی کے فوری بعد میرے متعینہ مقاصد میں سے ایک پایہ تکمیل کو پہنچ گیا ہے۔

انھوں نے واضح کیا کہ ویب سائٹ انگریزی اور ہندی میں بھی جاری رہے گی جس سے غیر اردو داں طبقہ بھی استفادہ کر سکے۔

یونیورسٹی کے رجسٹرار ڈاکٹر شکیل احمد نے کہا کہ ویب سائٹ چلانے کے لیے مسلسل نگرانی' تازہ ترین بنانے اور اُسے ترقی دینے کی ضرورت رہتی ہے۔ انھوں نے بتایا کہ ہم نے ایک ایسا میکانزم تیار کرلیا ہے جو اُن سبھی پہلوؤں کی دیکھ بھال کرے گا۔

اس ویب سائٹ کو ڈائرکٹر' سنٹر فار انفارمیشن ٹکنالوجی پروفیسر عبدالواحد اور اُن کی ٹیم نے تیار کیا ہے۔ اردو کا مواد ڈاکٹر اسلم پرویز اور ڈاکٹر شیخ سعدی ارشد' مترجمین نے پروفیسر نسیم الدین فریس' ڈین اسکول برائے السنہ' لسانیات اور ہندوستانیات کی نگرانی میں تیار کیا۔

انڈر گریجویٹ سائنس لیباریٹریز کا افتتاح

سائنس لیباریٹریز کے افتتاح کے بعد وائس چانسلر ڈاکٹر محمد اسلم پرویز خطاب کرتے ہوئے

انڈر گریجویٹ سائنس لیباریٹریز (طبعیات، کیمیاء، نباتات، حیوانیات اور ریاضی) کا 3/ مئی 2016 کو وائس چانسلر ڈاکٹر محمد اسلم پرویز کے ہاتھوں افتتاح عمل میں آیا۔ اس موقع پر خطاب کرتے ہوئے انہوں نے کہا کہ سائنسی علوم کی کتابوں کے ترجمے میں سائنسی اصطلات کو جوں کا توں رکھا جائے گا تا کہ یونیورسٹی سے فارغ طلبہ اپنی اعلیٰ تعلیم کا سلسلہ ملک یا بیرون ملک کسی بھی یونیورسٹی میں بہ آسانی جاری رکھ سکیں۔ یونیورسٹی میں جلد از جلد تمام کورسز کی نصابی کتابوں کا اردو ترجمہ ہوجائے گا۔ نصابی مواد کی تیاری کے بعد ہی نئے کورسز کا آغاز ہوگا۔ انہوں نے پروگرام کے آغاز پر قرأت کلام پاک کا حوالہ دیتے ہوئے کہا کہ قرآن مجید اور سائنس کا گہرا تعلق ہے۔ انہوں نے سائنس کو معرفت الٰہی کا بہترین ذریعہ قرار دیا۔ انہوں نے کہا کہ قرآن کو سمجھنے کے لیے ہمیں اسے ترجمہ سے پڑھنا ہوگا۔ کائنات کے وجود میں آنے سے قبل کی کیفیت اور پانی کے زندگی کی بنیاد ہونے سے متعلق قرآنی آیات کا بھی انہوں نے حوالہ دیا۔ ڈاکٹر شکیل احمد، رجسٹرار نے اپنے خطاب میں کہا کہ طلبہ اور اساتذہ لیب میں زیادہ سے زیادہ وقت دیں۔ تبھی وہ انہیں بہتر طور پر سمجھ پائیں گے۔ پروفیسر پی فضل الرحمٰن، ڈین اسکول برائے سائنسی علوم نے خیر مقدم کیا۔ ڈاکٹر مقبول احمد، صدر شعبۂ نباتیات نے کاروائی چلائی۔ پروفیسر نجم الحسن، ڈین تعلیمات اور صدر شعبۂ ریاضی نے شکریہ ادا کیا۔

اہم فلکیاتی پراجیکٹ میں بی ایس سی کے طلبہ کی شرکت

اسکول برائے سائنسز کے دو انڈر گریجویٹ طلبہ شمس آزاد اور محمد شاہ نواز کا ہندوستان میں فلکیاتی نظارے کے لیے تیار کیے جانے والے منفرد پراجیکٹ "SWAN" کی کارکردگی کے مشاہدے اور مطالعے کے لیے انتخاب عمل میں آیا ہے۔ پروفیسر نجم الحسن، ڈین اسکول کی اطلاع کے بموجب پروفیسر اویناش دیشپانڈے نے جو رمن ریسرچ انسٹی ٹیوٹ بنگلورو سے وابستہ ہیں، ہندوستان میں وسیع تر بینڈ پر مشتمل اسکائی واچ ایرے نیٹ ورک (SWAN) (فلکیاتی نظارے کا نیٹ ورک) کی تیاری اور ڈیزائننگ کا بیڑہ اٹھایا ہے۔ اس پراجیکٹ کے لیے اردو یونیورسٹی طلبہ کا آئی آئی ٹی اندور، آئی آئی ٹی کھڑگپور، بٹس پلانی، آئی آئی ایس ای آر، موہالی اور آئی آئی ایس ای آر، ترونتا پورم جیسے نامور اداروں کے طلبہ کے ساتھ انتخاب عمل میں آیا ہے۔ پروفیسر نجم الحسن کے مطابق شعبۂ طبعیات، اردو یونیورسٹی کی ڈاکٹر پریہ حسن اور پروفیسر دیشپانڈے کے اشتراک سے اس پروگرام کا اہتمام کیا جارہا ہے۔ اردو یونیورسٹی کے دونوں طلبہ جو بی ایس سی، ایم پی سی ایس (چوتھے سمسٹر) کے طالب علم ہیں، اس سلسلے میں 28/ مئی تا یکم/ جون بنگلورو کے قریب واقع گوری بدانور ریڈیو ٹیلی اسکوپ کا دورہ کیا۔ پروفیسر دیشپانڈے کے تجویز کردہ فلکیاتی نظارے کے اس ملک گیر نیٹ ورک کا مقصد فلکیاتی ذرائع سے پیدا ہونے والی عارضی شعاعی تابکاری کے مطالعہ اور تلاش کی سہولت فراہم کرنا، علیحدہ کہکشانی اور زائد کہکشانی ذرائع کی مؤثر زاویہ دار تصویر کشی کی راہ ہموار کرنا اور SWA N کے تمام پہلوؤں سے واقفیت کے لیے انڈر گریجویٹ و پوسٹ گریجویٹ طلبہ کو عملی تربیت فراہم کرنا ہے۔

ممتاز اسکالر و نقاد شمس الرحمٰن فاروقی کا خصوصی لکچر

جناب شمس الرحمٰن فاروقی

جناب شمس الرحمٰن فاروقی نے ''فکشن کی تنقید'' کے موضوع پر 17/ مئی کو خصوصی خطبہ دیا۔ اس لکچر کا اہتمام شعبۂ اردو نے کیا تھا۔ جس میں انہوں نے فکشن کی تنقید کے طریق کار پر منظّم اور مدلل انداز میں سیر حاصل گفتگو کی۔ انہوں نے ناول کی تنقید کے ابتدائی انداز کو سرسری اور ناکافی قرار دیا۔ انہوں نے کہا کہ انسان جب سے دنیا میں آیا ہے واقعہ یا قصہ کہہ رہا ہے تو کیا کہہ رہا ہے؟ کس کو سنا رہا ہے؟ کن کن پہلوؤں پر روشنی ڈال رہا ہے؟ ہم نے کیا اسے سنا۔ یہ چیز واضح نہیں۔ بس روایت چلی آ رہی ہے۔ واقعیت ہے کیا؟ پوری واقعیت کوئی دیکھ نہیں سکتا۔ ناول نگار یا افسانہ نگار نے اُسے جس طرح سے دیکھا ہے وہی دکھاتا ہے۔ اسی لیے واقعیت یا حقیقت نگاری کے بجائے نقطۂ نظر اہم ہے۔ فکشن نگار کا نقطۂ نظر کیا ہے، وہ اصل ہے۔ یہ کوئی بُری چیز نہیں مگر نقطۂ نظر کے پس منظر میں واقعیت اور حقیقت نگاری کا دعویٰ کرنا غلط ہے۔ جناب فاروقی نے کہا کہ پریم چند اپنے بارے میں یہ کہتے ہیں کہ جب تک کسی واقعہ میں سبق آموزی یا نفسیاتی پہلو نہیں دیکھتا افسانہ ہرگز نہیں لکھتا۔ یعنی افسانہ نگار کا پہلا کام یہ ہے کہ سبق سکھایا جائے تو سوال یہ ہے کہ کون سا سبق سکھایا جائے۔ 1936ء کے بعد ایک خاص نظریہ ہی سبق آموزی تھا۔ ہونا یہ چاہیے کہ ادب اور مقصد کا توازن برقرار رہے۔ مقصد کو ادب پر قربان نہیں کرنا چاہیے۔ فکشن کی تنقید کرتے ہوئے ایک نقاد کا فرض ہے کہ وہ افسانہ نگار اور ناول نگار کے نقطۂ نظر کو بیان کرے۔ یہ بات اہم ہے کہ داستان نگار کا کوئی نقطۂ نظر نہیں ہوتا۔ لیکن ناول نگار یا افسانہ نگار نے نقطۂ نظر کی آڑ میں کن تعصّبات کو برتا ہے۔ اسے دیکھنا نقاد کا کام ہے۔ فکشن کی تنقید میں یہ دیکھنا بھی ضروری ہے کہ کرداروں کا جائزہ لیا جائے کہ وہ کیسے ہیں کن کن واقعات کی بناء پر اور کن صورت حال اور حالات میں کرداروں نے بات کی ہے۔ ڈاکٹر محمد اسلم پرویز' وائس چانسلر نے صدارت کی۔

مدرسہ طلبہ کے لیے رابطہ (برج) کورس کا آغاز

مولانا آزاد نیشنل اردو یونیورسٹی حیدر آباد نے سال رواں 2016 سے دینی مدارس کے طلبہ کے لئے اردو زبان میں ایک سالہ برج کورس کا آغاز کیا ہے۔ یہ کورس اس لحاظ سے منفرد اور اپنی نوعیت کا پہلا ہے کہ اس میں طلبہ کو ان کے مطلوبہ مضامین کی مبادیات سے محض ایک سال میں روشناس کرایا جارہا ہے' نیز انگریزی لکھنے اور بولنے کی تعلیم بھی دی جارہی ہے۔

یہ برج کورس' اسکول آف سائنس کے تمام مضامین مثلاً ریاضی' نباتیات' حیوانیات' کیمیا' طبعیات' اسی طرح اسکول آف سوشل سائنسز کے تمام مضامین مثلاً تاریخ' سماجیات' سیاسیات' معاشیات' نظم ونسق عامہ اور کامرس اور اسکول آف کمپیوٹر سائنس کے مضامین نیز انگریزی زبان کی تعلیم پر مشتمل ہوگا۔ ہر مضمون کی ایک سالہ برج کورس کی تعلیم متعلقہ شعبہ میں دی جائے گی۔ طریقہ کار یہ ہوگا کہ طلبہ جس اسکول میں جانا چاہیں گے اس اسکول کے اپنی پسند کے مضامین منتخب کرلیں گے اور ان مضامین کے شعبوں میں تعلیم حاصل کریں گے' ساتھ ہی انگریزی زبان کی تعلیم دی جائے گی۔

ایک سالہ برج کورس کی تکمیل کے بعد یہ طلبہ اپنی پسند کے مضامین میں گریجویشن میں یعنی بی اے' بی ایس سی' بی کام یا بی ٹیک میں داخلہ لے سکیں گے۔ اسی طرح کا برج کورس پالی ٹیکنک میں داخلہ کے لیے بھی تیار کیا گیا ہے۔

یہ برج کورس دینی مدارس کے طلبہ کے لیے عام اسکولوں کے طلبہ کی طرح اپنی پسند کے کسی بھی میدان میں اعلیٰ تعلیم حاصل کرنے' مسابقتی امتحانات میں شریک ہونے اور اعلیٰ مواقع حاصل کرنے کے دروازے وسیع پیمانے پر کھول سکتا ہے۔ فی الحال کسی بھی ریاستی بورڈ سے ملحق دینی مدارس کے طلبہ بارہویں کے مماثل سند کی بنیاد پر گریجویشن کے برج کورس میں اور دسویں کے مماثل سند کی بنیاد پر پالی ٹیکنک کے برج کورس میں داخل ہوسکتے ہیں۔

اُنّت بھارت اسکیم کے تحت این ایس ایس کیمپ

رجسٹرار ڈاکٹر شکیل احمد، نارسنگھی کے سرپنچ پرسنا اشوک یادو کی شال پوشی کرتے ہوئے، ڈاکٹر محمد فریاد اور اسرار عالم بھی دیکھے جاسکتے ہیں۔

حکومت ہند نے اُنّت بھارت (ترقی یافتہ ہندوستان) پالیسی جاری کی ہے جس کہ مطابق اعلیٰ تعلیمی ادارے ایک ایک گاؤں کو اپنالیں گے اور اس گاؤں کی سماجی زندگی کو ترقی یافتہ بنانے کے لیے نیشنل سروس اسکیم (این ایس ایس) سیل کے ذریعہ سماجی بیداری مہم چلائیں گے۔ اس اسکیم کے تحت مولانا آزاد نیشنل اردو یونیورسٹی' این ایس ایس سیل نے حیدر آباد کے مضافاتی گاؤں نارسنگھی' راجندر نگر منڈل میں 23 تا 31/مارچ سماجی بیداری کیمپ کا انعقاد کیا۔ ڈاکٹر شکیل احمد' رجسٹرار اردو یونیورسٹی نے این ایس ایس کیمپ کے اختتامی اجلاس سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ یونیورسٹیوں میں اعلیٰ تعلیم حاصل کررہے طالب علموں کے لیے یہ سوچنا بہت ضروری ہے کہ وہ سماج کو واپس کیا دے رہے ہیں۔ گاؤں کے سرپنچ جناب پرسنّا اشوک یادو پروگرام کے مہمانِ خصوصی تھے۔ وہ اپنی پوری پنچایتی کابینہ، رفقا، اور گاؤں کے مندوبین کے ساتھ پروگرام میں شریک ہوئے۔ جناب اشوک یادو نے کہا کہ نارسنگھی گاؤں سو سال سے زیادہ عرصہ کی تاریخ رکھتا ہے۔ اور اس طویل مدت میں یہاں کوئی فرقہ وارانہ فساد نہیں ہوا' ہندو مسلمان شیر و شکر کی طرح مل جل کر رہتے ہیں۔ گاؤں کی دو مسجد ہندو محلے میں آباد ہیں اور ہندوں کے دو مندر مسلم محلے میں ہیں' دونوں فرقے ایک دوسرے کی عبادت گاہوں کا احترام اور دیکھ بھال کرتے ہیں۔ گاؤں میں اردو میڈیم پرائمری اسکول بھی ہے۔

ڈاکٹر محمد فریاد کوآرڈینیٹر این ایس ایس سیل نے کہا کہ حکومت ہند نے گاؤں کی ترقی کا جو منصوبہ بنایا ہے اس کے پیش نظر مانو این ایس ایس سیل نے نارسنگھی گاؤں کا دورہ کیا اور وہاں ایک این ایس ایس کیمپ منعقد کیا جو ایک ہفتے تک جاری رہا۔

بین الاقوامی یومِ یوگا کا انعقاد

یوگا گرو جناب رام اوتار تیواری عملی مشق کرواتے ہوئے

یونیورسٹی میں 21/جون 2016 کو بین الاقوامی یوم یوگا کا انعقاد عمل میں آیا۔ اس موقع پر مہمانِ خصوصی ڈاکٹر رما کانت ساہو، آیورویدار چاریہ، پتن جلی چکتسالئے نے خطاب کیا اور یوگا گرو جناب رام اوتار تیواری نے عملی مشق کروائی۔

ڈاکٹر ساہو نے کہا کہ یوگا کے آسن، پرانایام سے نہ صرف صحت مندی حاصل ہوتی ہے بلکہ اس سے ہمیں اپنے دماغ کو چست و درست رکھنے میں مدد ملتی ہے۔ انہوں نے مختلف آسنوں کے متعلق تفصیلات بتائیں جس کو یوگا گرو، جناب رام اوتار تیواری نے عملی طور پر پیش کیا۔ انہوں نے بتایا کہ عام طور پر سانس لینے سے پھیپھڑوں کا صرف 30 فیصد استعمال ہوتا ہے جبکہ پرانایام کے ذریعہ ان کا صد فیصد استعمال ہوتا ہے۔ اس سے ہارٹ بلاکیج، ذہنی یکسوئی وغیرہ معاملات میں کافی فائدہ ہوتا ہے۔

ڈاکٹر محمد یوسف خان، پرنسپل پالی ٹیکنیک نے صدارت کی۔ ڈاکٹر محمد فریاد، کوآرڈینیٹر این ایس ایس نے کاروائی چلائی۔ ڈاکٹر محمد مشاہد، اسوسیئٹ پروفیسر تعلیم و تربیت نے ابتدا میں مہمانوں کا خیر مقدم کیا۔ جناب بھکشا پتی، انسٹرکٹر، آئی ٹی آئی نے شکریہ ادا کیا۔ کثیر تعداد میں طلبہ نے حصہ لیا اور یوگا کے مختلف آسن سیکھے۔ حصہ لینے والے طلبہ اور اراکین عملہ میں اسناد تقسیم کیے گئے۔

اس سے قبل 17 اور 18/مئی کو نیشنل سرویس اسکیم (این ایس ایس) سیل کے زیر اہتمام یونیورسٹی میں دو روزہ یوگا میلہ کا انعقاد عمل میں آیا۔ جس میں طلباء کی کثیر تعداد نے شرکت کی۔ ڈاکٹر محمد فریاد، کوآرڈینیٹر کے بموجب یوگا میلہ کے پہلے دن سید حامد لائبریری آڈیٹوریم میں پروگرام منعقد ہوا جس میں یوگا ماہرین دھیرج سنگھ اور راجندر کمار تیواری نے یوگا کے متعلق زبانی اور عملی تعلیم دی۔ پروفیسر ایس ایم رحمت اللہ، فینانس آفیسر انچارج نے صدارت کی۔ یوگا میلہ کے دوسرے دن طلباء کے لیے صحت کے تعلق سے کوئز اور پوسٹر سازی مقابلوں کا انعقاد کیا گیا۔ مقابلوں میں اول دوم اور سوم آنے والی ٹیموں کو انعامات اور اسناد سے حوصلہ افزائی کی گئی۔ باقی تمام شرکاء میں بھی سرٹی فکیٹ تقسیم کیے گئے۔ اس موقع پر یوگا تعلیم پر مبنی فلم کی بھی نمائش کی گئی۔ پروفیسر ایس اے وہاب نے صدارت کی۔

نظامت فاصلاتی تعلیم کے اعلیٰ عہدیداران کے اجلاس سے وائس چانسلر کا خطاب

ڈاکٹر محمد اسلم پرویز ریجنل ڈائرکٹرس اور نظامت فاصلاتی تعلیم کے عہدیداروں سے گفتگو کرتے ہوئے

نظامت فاصلاتی تعلیم کے ریجنل ڈائرکٹروں، اسسٹنٹ ریجنل ڈائرکٹروں اور اسٹڈی سنٹروں کے کوآرڈنیٹروں کا اجلاس 11/مارچ کو منعقد ہوا۔ اس موقع پر ڈاکٹر محمد اسلم پرویز، وائس چانسلر نے بتایا کہ اردو میں سائنسی علوم، سماجی علوم اور دیگر عصری علوم کی کتابوں کی آسان زبان میں منتقلی وقت کی اہم ضرورت ہے۔ اردو میڈیم خصوصاً مدارس کے طلبہ کو اردو میں تمام عصری علوم کی تعلیم کے مواقع فراہم کرانا اردو یونیورسٹی کی بنیادی ذمہ داری ہے اور اس فرض کی ادائیگی کے لیے اردو یونیورسٹی پابند عہد ہے۔ وائس چانسلر نے اس موقع پر انگریزی کی اہمیت کا ذکر کرتے ہوئے کہا کہ آج انگریزی بین الاقوامی زبان کی حیثیت اختیار کرگئی ہے اور سخت مسابقت کے اس دور میں وہی طلبہ کامیاب ثابت ہوسکتے ہیں جن کی اپنے مضمون کے ساتھ ساتھ انگریزی کی استعداد بھی بہت اچھی ہو۔ اس سلسلے میں یونیورسٹی کے شعبۂ انگریزی نے Communicative English پڑھانے کے لیے ایک ایسا نصابی خاکہ تیار کیا ہے جس کے تحت گریجویشن کے تیسرے سال تک آتے آتے اردو میڈیم کے طلبہ انگریزی میں جواب لکھنے اور بولنے کے قابل ہوجائیں گے۔ انھوں نے کہا کہ ان کی پوری کوشش ہے کہ اردو میڈیم طلبہ اعلیٰ تعلیم سے پوری طرح بہرہ ور ہوسکیں۔ وائس چانسلر نے اس موقع پر اس عزم کا اظہار بھی کیا کہ جلد ہی یونیورسٹی روایتی اور فاصلاتی طرز کے تحت پیشہ ورانہ کورسز اور بی اے، بی ایس سی اور بی کام میں آنرز بھی شروع کرے گی۔

اسٹڈی سنٹروں کے کوآرڈنیٹروں سے خطاب کرتے ہوئے ڈاکٹر محمد اسلم پرویز نے کہا کہ فاصلاتی نظام میں کوآرڈنیٹر اور کونسلر ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتے ہیں۔ ان کے بھرپور تعاون اور کوششوں کے بغیر یونیورسٹی اپنے مقاصد میں کامیاب نہیں ہوسکتی۔ انھوں نے اس میٹنگ میں موجود یونیورسٹی کے تمام ریجنل سنٹروں کے ریجنل ڈائرکٹروں اور اسسٹنٹ ریجنل ڈائرکٹروں سے خطاب کے دوران یونیورسٹی کے کورسز کو کامیابی سے چلانے اور اردو داں طبقے کی زیادہ سے زیادہ آبادی کو اعلیٰ تعلیم کی طرف راغب کرنے کے لیے حکمت عملی وضع کرنے اور ان پر عمل درآمد کرنے کی ضرورت پر زور دیا۔ انھوں نے ریجنل سنٹروں کے سربراہان کو زیادہ سے زیادہ خود مختاری دینے اور ان کو جوابدہ بنانے کا اعلان کیا۔

ابتدا میں نظامت فاصلاتی تعلیم کے ڈائرکٹر پروفیسر کے آر اقبال احمد نے استقبال کیا اور نظامت فاصلاتی تعلیم کی کارکردگی اور اسے درپیش مسائل پر روشنی ڈالی۔ ریجنل سنٹروں کے عہدیداران اور کوآرڈنیٹروں کے ساتھ دو روز تک چلے ان مشاورتی اجلاسوں میں وائس چانسلر کے علاوہ یونیورسٹی کے رجسٹرار ڈاکٹر شکیل احمد، انچارج کنٹرولر امتحانات پروفیسر صدیقی محمد محمود، انچارج فینانس آفیسر پروفیسر ایس ایم رحمت اللہ، پروفیسر کے آر اقبال احمد، پروفیسر وہاب قیصر اور ریجنل و سب ریجنل سنٹرس کے ریجنل اور اسسٹنٹ ریجنل ڈائرکٹرس اور ملک بھر سے آئے کوآرڈنیٹرز نے شرکت کی۔

بچوں کا ڈرامہ ''دادی اماں مان بھی جاؤ'' کی یادگار پیش کش

ڈرامہ ''دادی اماں مان بھی جاؤ'' کا ایک منظر

مرکز برائے اردو زبان، ادب و ثقافت کی جانب سے 23/مئی کی شام یونیورسٹی اسٹاف کے بچوں کا ڈرامہ ''دادی اماں مان بھی جاؤ'' پیش کیا گیا۔ جو کئی اعتبار سے یادگار ثابت ہوا۔ ایک ماہ کے تھیٹر ورکشاپ میں تیار کردہ اس ڈرامے کے مصنف، ہدایت کار اور معروف ڈراما فنکار اور مرکز کے چیف کنسلٹنٹ جناب انیس اعظمی تھے۔ اس ڈرامے کا مرکزی موضوع لڑکیوں کی تعلیم اور ترقی کے لیے حکومت کے وضع کردہ نعرے ''بیٹی پڑھاؤ۔ بیٹی بڑھاؤ'' پر مبنی تھا۔

ڈرامے میں روایتی مسلم گھرانوں کی تصویر کشی کی گئی جن میں لڑکیوں کی تعلیم کو اُس سنجیدگی سے نہیں لیا جاتا، جس کی اشد ضرورت ہے۔ اس میں تعلیم خصوصاً تعلیم نسواں کی اہمیت و ضرورت پر نہایت فنکارانہ انداز میں روشنی ڈالی گئی۔ ڈرامے میں دادی دقیانوسی خیالات کی حامل ہیں اور لڑکیوں کی تعلیم کے خلاف ہیں۔ ان کا خیال ہے کہ تعلیم ان کی شخصیت میں بگاڑ پیدا کرے گی۔ لیکن لڑکیاں، ان کی والدہ اور پھوپھی تعلیم کو بے حد اہم تصور کرتی ہیں۔ ڈرامے میں دادی کے علاوہ ایک بے حد دلچسپ کردار کام والی بائی کا تھا۔ فرحان احمد، زید فیروز، سید محمد مشرف، تنیشا پالگری اور ابوذر فیروز راوی کی شکل میں اسٹیج پر آئے اور بہت دلچسپ انداز میں سامعین کو ڈرامے کے کرداروں اور اس کے موضوع سے متعارف کرایا۔ ڈرامے میں راحت فیروز نے دادی اماں، فضا فردوس نے اماں، عاکفہ خان نے پھوپھی، اے منوسنل نے کام والی بائی، مریم شادان نے روبینہ، زویا احمد نے ثمینہ، استوتی مہیما نے فہمینہ اور تنیشا نے نند کی لڑکی کا کردار موثر انداز میں ادا کیا۔

"بزم ترجمہ وثقافت" کا افتتاحی اجلاس

شعبۂ ترجمہ کے طلبہ کی جانب سے قائم کردہ "بزمِ ترجمہ وثقافت" کا افتتاحی اجلاس یکم اپریل کو منعقد ہوا۔ اجلاس سے قبل بزم کی جانب سے شائع ہونے والے دیواری مجلّہ "ترجمانِ آزاد" کی رونمائی عمل میں آئی۔

اسکول برائے السنہ، لسانیات وہندوستانیات کے ڈین پروفیسر نسیم الدین فریس نے رسمِ رونمائی کے بعد شعبۂ ترجمہ کے طلبہ کو مشورہ دیا کہ وہ مختلف علوم اور مختلف زبانوں میں موجود علمی تحریروں کا ترجمہ کریں۔ اس سے صلاحیتوں میں اضافہ کے ساتھ دیگر زبانوں کے شعبہ جات کو مختلف زبانوں کے ادب سے واقف ہونے کا موقع فراہم ہوگا۔ انہوں نے کہا شعبۂ ترجمہ دراصل وہ کڑی ہے جو تمام شعبہ جات کو ایک دوسرے سے مربوط کرتی ہے۔

پروفیسر نسیم الدین فریس خطاب کرتے ہوئے۔ پروفیسر محمد ظفرالدین، ڈاکٹر خالد مبشر الظفر، ڈاکٹر محمود کاظمی ودیگر

شعبۂ سوشل ورک کے 5 طلبہ کا آن کیمپس پلیسمنٹ

شعبۂ سماجی عمل (Social Work) کے 5 طلبہ کا حیدرآباد کے ایک مشہور غیر سرکاری ادارے (این جی او) "صفا سوسائٹی" کے لیے مئی میں انتخاب عمل میں آیا ہے۔ یہ تنظیم حیدرآباد کے پسماندہ علاقوں میں خواتین کی بااختیاری اور لڑکیوں کی تعلیم کے میدان میں کام کررہی ہے۔ تنظیم نے اپنے دائرہ کار کو وسعت دینے کے لیے شعبۂ سوشل ورک کو تازہ بھرتیوں کے لیے منتخب کیا ہے۔ شعبہ کے خداداد خان کا سنٹر کوآرڈینیٹر، عبدالستار کا بیدر، کرناٹک میں کمیونٹی موبلائزر، جبکہ صدام حسین اور محمد ریحان کا حیدرآباد میں کمیونٹی موبلائزر کے عہدوں پر انتخاب عمل میں آیا۔ ایک طالب علم صفی اللہ شیخ کا حیدرآباد کونسل آف ہیومن ویلفیئر (ایچ سی ایچ ڈبلیو) میں کمیونٹی موبلائزر کے عہدہ پر تقرر ہوا۔

مجموعی طور پر ایم ایس ڈبلیو کے 9 طلبہ کا پیرال فاؤنڈیشن، صفا انڈیا اور ایچ سی ایچ ڈبلیو میں انتخاب عمل میں آیا۔ تمام اداروں نے طلبہ کو پیشہ ورانہ تربیت فراہم کرنے پر شعبہ کی کاوشوں کی ستائش کی۔ پیرال فاؤنڈیشن نے نشاندہی کی کہ طلبہ کی صلاحیتوں میں نکھار اور عملی تربیت کی فراہمی شعبۂ سماجی عمل کی نمایاں خصوصیت ہے۔

ڈاکٹر شیخ سعدی ارشد کی امریکہ میں کانفرنس میں شرکت

ڈاکٹر شیخ سعدی ارشد، مترجم شعبۂ ترجمہ نے مڈل بیوری انسٹیٹیوٹ آف انٹرنیشنل اسٹڈیز (MIIS)، مانٹرے (کیلیفورنیا۔امریکہ) میں 31 مارچ تا 2 اپریل 2016 منعقدہ امریکن ٹرانسلیشن اینڈ انٹرپریٹنگ اسٹڈیز اسوسی ایشن کی آٹھویں ششماہی کانفرنس بعنوان "Translation and Interpreting and/as Globalisation: Redrawing the boundries of TIS" (ترجمہ اور ترجمانی نیز/بطور عالمیانہ: TIS کے حدود کی بازتعین) میں شرکت کی اور اپنا مقالہ بعنوان "مشین ٹرانسلیشن: چیلنجز اینڈ فیوچر پراسپکٹس (مشینی ترجمہ: چیلنجز اور مستقبل کے امکانات)" داخل کیا۔

ڈاکٹر ظفر گلزار کی کتاب کو اترپردیش اُردو اکادمی ایوارڈ

ڈاکٹر ظفر گلزار، سکشن آفیسر کی کتاب "خورشید الاسلام: ایک شاعر، ایک ناقد" کو اترپردیش اردو اکادمی کے ایوارڈ سے نوازا گیا۔ ڈاکٹر ظفر گلزار نے میرٹھ یونیورسٹی میں اس موضوع پر اپنی پی ایچ ڈی کے لئے داخل کردہ مقالہ کو کتابی شکل دی ہے۔ خورشید الاسلام اُردو ادب کا ایک جانا پہچانا نام ہے نقاد کی حیثیت سے ان کی خدمات کا شہرہ ہے، تاہم شاعر کے طور پر ان کی شخصیت سے عوام پوری طور پر آگاہ نہیں تھے۔ ڈاکٹر ظفر نے خورشید الاسلام مرحوم کے حالات زندگی کو کافی محنت سے جمع کیا۔

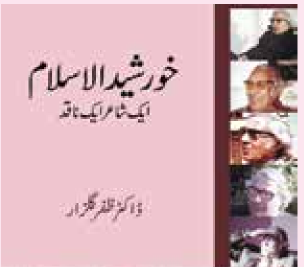

ڈاکٹر شاذلی حسن کی کتاب کو پہلا انعام

ڈاکٹر شاذلی حسن، اسسٹنٹ پروفیسر، مانو کالج آف ٹیچر ایجوکیشن، سنبھل کی کتاب "ماحولیاتی سائنس: ماحولیات کے بنیادی تصورات" نے بہار اردو اکیڈیمی سے پہلا انعام حاصل کیا۔ اس کتاب کو اترپردیش اردو اکیڈیمی سے بھی انعام حاصل ہوا ہے۔ کتاب میں ماحولیات کے تمام اہم اور متعلقہ موضوعات اور بنیادی مسائل کا احاطہ کیا گیا ہے جو طلبہ اور اساتذہ کی دلچسپی کا باعث ہوسکتے ہیں۔ کتاب سادہ اور عام فہم اردو میں لکھی گئی ہے۔

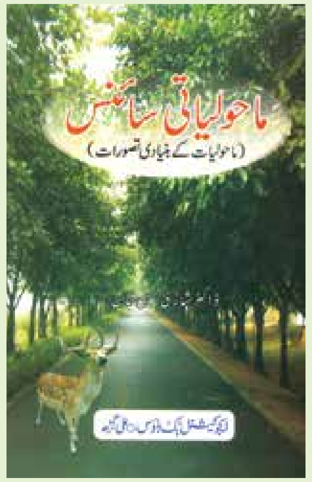

پی ایچ ڈی اور ایم فل کی تکمیل

افروز عالم کو ایجوکیشن میں پی ایچ ڈی

شعبۂ تعلیم وتربیت کے ریسرچ اسکالر محمد افروز عالم کو پی ایچ ڈی کی ڈگری کا مستحق قرار دیا گیا ہے۔ انہوں نے "حیاتیاتی سائنس میں تعلیمی تحصیل پر اساتذہ اوران کے درجہ نہم کے طلباء کی ما بعد ادراک کی صلاحیتوں کا اثر" کے زیرعنوان اپنا مقالہ پروفیسر ایچ خدیجہ بیگم، شعبۂ تعلیم وتربیت کی نگرانی میں مکمل کیا۔ واضح رہے کہ محمد افروز عالم نے اردو یونیورسٹی ہی سے بی ایڈ اور ایم ایڈ کیا تھا۔ وہ شعبہ میں روایتی طرز تعلیم کے تحت پہلے کل وقتی پی ایچ ڈی ہیں اور گذشتہ ایک سال سے اسسٹنٹ پروفیسر کی حیثیت سے شعبہ میں خدمات انجام دے رہے ہیں۔

محمد جہانگیر علی کو ایجوکیشن میں پی ایچ ڈی

شعبۂ تعلیم وتربیت کے ریسرچ اسکالر محمد جہانگیر علی کو پی ایچ ڈی کی ڈگری کا مستحق قرار دیا گیا ہے۔ انہوں نے پروفیسر مشتاق احمد آئی پٹیل، نظامت فاصلاتی تعلیم کی نگرانی میں "علاقہ تلنگانہ کے ثانوی اسکولوں میں اطلاعاتی وترسیلی ٹکنالوجی کی دستیابی اور اساتذہ کی جانب سے ان کے استعمال کا مطالعہ" (A Study of the availability and utilization of Information and Communication Technology in Secondary Schools by Teachers in Telangana Region) کے موضوع پر اپنا تحقیقی مقالہ قلم بند کیا تھا۔

بنتھو کوٹھیا کو امبیڈکر یونیورسٹی سے کمپیوٹر سائنس میں پی ایچ ڈی

اسکول برائے کمپیوٹر سائنس اور انفارمیشن ٹکنالوجی کے اسسٹنٹ پروفیسر بنتھو کوٹھیا کو بابا صاحب بھیم راؤ امبیڈکر (سنٹرل) یونیورسٹی لکھنؤ نے پی ایچ ڈی کی ڈگری کا مستحق قرار دیا ہے۔ انہوں نے "Software Reliability Assessment using Neuro Fuzzy System" کے زیرعنوان اپنا مقالہ پروفیسر آر اے خان، شعبہ انفارمیشن ٹکنالوجی اور ڈاکٹر دھرندرا پانڈے شعبۂ انفارمیشن ٹکنالوجی، بابا صاحب بھیم راؤ امبیڈکر یونیورسٹی کی نگرانی میں مکمل کیا۔

انعام الرحمٰن غیور کو ترجمہ میں ایم فل کی ڈگری

شعبۂ ترجمہ کے ریسرچ اسکالر انعام الرحمٰن غیور کو ایم فل کا مستحق قرار دیا گیا ہے۔ انہوں نے شعبے کے سینئر استاد اور ڈائرکٹر ترجمہ و اشاعت پروفیسر محمد ظفرالدین کی نگرانی میں "برطانوی سرکار کے قائم کردہ مراکزِ تراجم اوران کے اثرات" کے موضوع پر اپنا تحقیقی مقالہ قلم بند کیا ہے۔ وہ ایک فری لانس صحافی ہیں اور تاریخ وتہذیب کا مطالعہ اُن کا پسندیدہ مشغلہ ہے۔

محمد مصاحب علی کو پی ایچ ڈی کی ڈگری

شعبۂ اردو کے ریسرچ اسکالر محمد مصاحب علی کو پی ایچ ڈی کی ڈگری کا مستحق قرار دیا گیا۔ انہوں نے "اُردو افسانوں میں اقلیتوں کے مسائل 1980 تا 2010" کے زیرعنوان اپنا مقالہ ڈاکٹر شمس الہدیٰ، اسسٹنٹ پروفیسر کی نگرانی میں مکمل کیا۔ واضح رہے کہ مصاحب علی نے اردو یونیورسٹی ہی سے بی اے، ایم اے اور ایم فل کیا تھا۔ ایم اے اردو میں انہوں نے گولڈ میڈل حاصل کیا۔ ایم فل میں ان کے مقالے کا عنوان "حیات جاوید اور حالی کے تسامحات" تھا۔

انیتا کماری کو ہندی میں ایم فل کی ڈگری تفویض

شعبۂ ہندی کی ریسرچ اسکالر انیتا کماری کو ایم فل کی ڈگری کا مستحق قرار دیا گیا ہے۔ انہوں نے ڈاکٹر پٹھان رحیم خان، اسسٹنٹ پروفیسر کی نگرانی میں "ایک گونڈ گاؤں میں جیون میں چترت آدیواسی سوبھا وایوم سنسکرتی" کے موضوع پر اپنا تحقیقی مقالہ تحریر کیا۔

شعبوں کی سرگرمیاں……

شعبۂ اردو

جناب اکبر حیدر، پروفیسر مجتبیٰ حسین، پروفیسر نسیم الدین فریس، پروفیسر ابوالکلام ودیگر

مولانا آزاد نیشنل اردو یونیورسٹی کے بنیادی مقاصد میں اردو زبان کی ترویج و ترقی کو کلیدی حیثیت حاصل ہے۔ شعبہ اردو نے یونیورسٹی کے اسی مقصد کے پیش نظر اپنے تدریسی و غیر تدریسی عملے اور دیگر شائقین کے لیے معیاری اردو کے ایک کورس کا آغاز کیا ہے، جس میں دلچسپی رکھنے والے خواتین و حضرات کو اس خوبصورت اور پرکشش زبان سے واقف کرانے کا اہتمام کیا گیا ہے۔ اس کورس میں 21 تدریسی اور 21 غیر تدریسی عملہ کے ارکان نے داخلہ لیا ہے۔ 5 بجے سے 6 بجے شام کے دوران دو علحدہ کمروں میں کلاسز کا اہتمام باقاعدگی سے ہو رہا ہے۔ کلاسز کا اہتمام شام کے ایسے وقت کیا جاتا ہے جب برسرروزگار افراد اپنی ملازمتوں سے فارغ ہو کر کورس میں شرکت کر سکتے ہیں۔ مذکورہ کورس میں شائقین اردو کے لیے بولنے، پڑھنے اور لکھنے کی تعلیم و تربیت کا انتظام کیا گیا ہے۔ روزانہ منعقد ہونے والی جماعتوں میں اردو زبان کے ساتھ انہیں اردو کے معروف سافٹ ویر ان پیج (Inpage) کی بھی مشق کرائی جارہی ہے تاکہ وہ اردو سیکھنے کے بعد کمپیوٹر پر بھی اردو میں کام کر سکیں۔ اس کی مدد سے اردو حروف تہجی اور اس کی مختلف شکلوں اور ملانے کے طریقوں کو بھی بآسانی سکھایا جارہا ہے۔ کورس کا بڑے پیمانے پر خیر مقدم کیا جارہا ہے۔

☆ جناب اکبر حیدر کی قیادت میں امریکی طلبہ کے ایک وفد نے مارچ میں شعبۂ اردو کا دورہ کیا۔ اس وفد میں ممتاز مزاح نگار پدم شری مجتبیٰ حسین بھی شامل تھے۔ اس کے علاوہ شعبۂ اردو کی جانب سے مارچ میں ایک خصوصی لکچر بعنوان ''اردو ناول کی تنقید کی سمت و رفتار'' کا انعقاد عمل میں آیا۔ پروفیسر صغیر افراہیم، شعبۂ اردو، علی گڑھ مسلم یونیورسٹی نے لکچر دیا۔

شعبۂ ہندی

شعبۂ ہندی کی جانب سے 29/مارچ کو دیواری مجلّہ کا پروفیسر نسیم الدین فریس، ڈین السنہ، لسانیات و ہندوستانیات کے ہاتھوں رسم اجرا عمل میں آیا۔

پروفیسر نسیم الدین فریس دیواری مجلّہ کا اجراء کرتے ہوئے۔

اس کے علاوہ ادب و ثقافت کے لیے ایک فورم ''اُتساہ'' کا بھی قیام عمل میں آیا۔ اسی فورم کے تحت دیواری مجلّہ کی اشاعت ہوئی۔

یہ فورم وائس چانسلر ڈاکٹر محمد اسلم پرویز کی ترغیب پر قائم کیا گیا۔ وہی فورم کے سرپرست اعلیٰ ہیں۔ جبکہ کارگزار صدر شعبہ ڈاکٹر خالد مبشر الظفر سرپرست، ڈاکٹر کرن سنگھ اتول کنوینر، شعبے کے اساتذہ ڈاکٹر جی وی رتناکر، ڈاکٹر شیشو بابو، ڈاکٹر پٹھان رحیم خان اس کے مشیران ہیں۔ پی ایچ ڈی اسکالرس دھرمیندر کمار اور فاروق ایس ڈی نے دیواری مجلّے کے ایڈیٹر کے فرائض انجام دیئے ہیں۔ ایڈیٹوریل بورڈ میں اسکالرس ابو ہریرہ، بنجا تالدی اور محمد دلشاد احمد شامل ہیں۔ اس کے علاوہ اسکالرس ناگاپورے سنتوش، محمد آصف علی نے مجلّہ کی اجرائی میں سرگرم تعاون کیا۔ اسکالر سراج نے سرورق اور اندرونی حصہ کی ڈیزائننگ کی ذمہ داری سنبھالی۔

☆ شعبہ کے استاد ڈاکٹر پٹھان رحیم خان کو نارتھ ایسٹرن ہندی اکیڈیمی شیلانگ، میگھالیہ کے زیر اہتمام ''پورواتر بھارت میں راشٹر بھاشاؤں ایوم ناگری لپی کے پرونین'' کے موضوع پر 27/مئی تا 29/مئی 2016ء کو منعقدہ سہ روزہ قومی سمینار میں ''مہاراج کرشنا جین سمرتی سمان'' سے نوازا گیا۔ ڈاکٹر پٹھان رحیم خان کی تصنیف کردہ دو کتابوں ''بھیشم ساہنی کا ساہتیہ: یگ سندربھ'' اور بھیشم ساہنی کا کہانی ساہتیہ: کتھیہ ایوم شلپ'' کی اس سمینار میں شری ول بجاج چیئرمین اور ڈاکٹر اکیلا بھائی اعزازی سکریٹری پورواتر ہندی اکیڈیمی، شیلانگ میگھالیہ کے ہاتھوں رسم اجرا انجام پائی۔ سمینار کے موضوع پر ڈاکٹر پٹھان رحیم خاں نے مقالہ بھی پیش کیا۔

شعبۂ ترجمہ

شعبہ ترجمہ کی جانب سے مارچ میں کرناٹک اُردو اکیڈمی کے چیئرمین جناب عزیز اللہ بیگ کے اعزاز میں ایک استقبالیہ تقریب منعقد ہوئی۔ اس موقع پر جناب بیگ نے کہا کہ اُن کی اکیڈمی، مولانا آزاد نیشنل اُردو یونیورسٹی کے شعبہ ترجمہ کے ساتھ علمی سرگرمیوں میں اشتراک کر کے خوشی محسوس کرے گی۔ ترجمہ اور ادب کا ثقافتی مطالعہ دو ایسے میدان ہیں جن میں کرناٹک اُردو اکیڈمی کئی پروگرام کرنے کا منصوبہ رکھتی ہے۔

اُنہوں نے کہا کہ ترجمہ اور صحافت دونوں ہی کے لیے پیچیدہ نثر اور مرکب جملوں سے احتراز ضروری ہے۔ سادہ اور رواں نثر پر خصوصی توجہ دینے کی حمایت کرتے ہوئے اُنہوں نے کہا کہ ایسی زبان بلا کی ترسیلی قوت سے لیس ہوتی ہے۔

محترمہ فوزیہ چودھری کی اچانک رحلت کے بعد حکومت کی جانب سے جناب عزیز اللہ بیگ کو کرناٹک اُردو اکیڈیمی کا چیئرمین نامزد کیا گیا ہے۔ جناب عزیز اللہ بیگ نے کہا کہ وہ نہ صرف گزشتہ سربراہانِ اکیڈمی کے کاموں کو جاری رکھیں گے بلکہ اُن میں وسعت دینے کی بھی کوشش کریں گے۔ قبل ازیں جناب عزیز اللہ بیگ کا تعارف کراتے ہوئے ممتاز محقق پروفیسر م ن سعید نے کہا کہ عزیز اللہ بیگ نے محمود ایاز کے ''سوغات'' کی تجدید نو میں بہت نمایاں کردار ادا کیا ہے۔ پروفیسر محمد ظفر الدین نے عزیز اللہ بیگ کا استقبال کرتے ہوئے کہا کہ وہ اُردو کے کسی عہدے کے بغیر ہی اُردو کے کاز کے لیے سرگرم عمل رہے ہیں، اب باقاعدہ اُردو اکیڈمی کی ذمہ داری مل جانے کے بعد اُردو والوں کو اُن سے بہت اُمیدیں وابستہ ہوگئی ہیں۔ صدر شعبہ ترجمہ ڈاکٹر خالد مبشر الظفر نے عزیز اللہ بیگ کی خدمت میں گلدستہ اور شعبے کا مفصل تعارف پیش کیا۔

شعبۂ اسلامیات

مجلّہ ''اسلامی مطالعات'' کے اجراء کے موقع پر وائس چانسلر ڈاکٹر محمد اسلم پرویز، ڈاکٹر فہیم اختر ودیگر

تعلیمی و تحقیقی سرگرمیوں کے میدان میں ایک اہم قدم بڑھاتے ہوئے شعبہ اسلامک اسٹڈیز کے ایم فل کے طلبہ نے ''مجلّہ اسلامی مطالعات'' کے نام سے ایک سالانہ جرنل کا آغاز کیا، 28/اپریل 2016 کو شیخ الجامعہ نے **''مجلّہ اسلامی مطالعات''** کے پہلے شمارہ کی رسم اجراء انجام دی، ساتھ ہی ایم اے سال اول کی طالبہ زیب النساء کی تیار کردہ خطاطی کی تختیوں کی رونمائی کی، شیخ الجامعہ نے طالبہ کی فن کاری سے متاثر ہو کر اس کو اپنی طرف سے انعام سے نوازا۔ اس موقع پر شیخ الجامعہ نے طلبہ کو خطاب کرتے ہوئے کہا کہ اسلامک اسٹڈیز سے وابستہ افراد کے لئے ضروری ہے کہ وہ اسلام کو عصری مسائل کے ساتھ جوڑ کر پڑھیں، اور تحقیق کر کے ان کا حل نکالیں۔ شیخ الجامعہ نے ایم اے کے نصاب کے تعلق سے اطمینان کا اظہار کیا، اور ''اسلامی مطالعات فورم'' کی سرگرمیوں کی ستائش کی۔

☆ پروفیسر اقتدار محمد خان، صدر شعبہ اسلامک اسٹڈیز، جامعہ ملیہ اسلامیہ نئی دہلی نے 19/فروری کو **''آزاد ہندوستان کی مسلم تحریکیں''** کے عنوان پر توسیعی خطبہ پیش کیا۔ انہوں نے دار العلوم دیوبند، علی گڑھ، ندوۃ العلماء، سنی بریلوی جماعت، تبلیغی جماعت اور جماعت اسلامی وغیرہ کے آغاز وارتقاء پر مفصل خطاب کیا، اور کہا کہ ان تمام تحریکوں اور اداروں نے ہندوستانی مسلمانوں کی مذہبی، تعلیمی، معاشی اور سیاسی و سماجی اصلاح کا کام کیا، اور ابھی تک اپنے کام میں مصروف عمل ہیں۔ 20/مارچ کو پروفیسر اشتیاق دانش صدر شعبہ اسلامک اسٹڈیز، جامعہ ہمدرد نے **''مشرق وسطی اور مغرب–دور جدید میں''** کے عنوان پر توسیعی خطبہ دیا، اپنے خطاب میں پروفیسر دانش نے انیسویں صدی کے اختتام اور بیسویں صدی کے آغاز سے مشرق وسطی میں ہونے والے انقلابات اور ان کے سیاسی پس منظر پر مفصل روشنی ڈالی، عرب قومیت، خلافت کا خاتمہ، پہلی اور دوسری جنگ عظیم کے اثرات اور قیام اسرائیل اسباب و اثرات کا جائزہ لیا۔ اس کے علاوہ شعبہ میں طلبہ کی شخصیت سازی کے لئے خصوصی لکچر کا اہتمام کیا گیا، چنانچہ 22/اپریل کو جناب سید بشیر الدین عمران (ڈائریکٹر IHEPM) نے **ملازمت کی مہارتوں** کے عنوان پر طلبہ کو خطاب کیا۔ اور 27/اپریل کو جناب عبدالمجیب خان (چیرمین Tamkeen Solution حیدرآباد) نے **''شخصیت کا ارتقاء''** کے موضوع پر خصوصی لکچر دیا۔

☆ 2/مئی کو ایم اے سال دوم کے طلبہ نے شہر حیدرآباد کے مختلف تعلیمی اور تاریخی مقامات کا دورہ کیا، اس علمی سفر میں انہوں نے برلا سائنس میوزیم اور برلا پلانیٹریئم کا مشاہدہ کیا، عصری آلات اور مشینوں کے ذریعہ سائنسی اصولوں کے تجربے کئے، اے پی اسٹیٹ آرکیالوجیکل میوزیم (باغ عامہ) میں تاریخی نوادرات، اسلامی سنگ تراشی اور خطاطی کے نمونے، اسلامی آرٹ اور مخطوطات کا مشاہدہ کیا۔ تعلیمی دورہ میں طلبہ کے ساتھ ڈاکٹر محمد عرفان احمد (اسسٹنٹ پروفیسر) اور مولانا سید عبدالرشید (استاذ شعبہ) رہنمائی کے لئے موجود تھے۔

☆ شعبہ کے ''اسلامی مطالعات فورم'' کے تحت اب تک منعقدہ 28 پروگراموں میں سے دسمبر 2015 سے مئی 2016 کے درمیان فورم کے پندرہ پروگرام منعقد ہوئے۔ 14/جنوری کو **''جمعہ کا خطبہ: عناصر، طریقہ اور نتائج''**۔ 21/جنوری کو **''ہندوستان میں بچہ مزدوری: صورتحال اور حل''** کے عنوان پر ایک مباحثہ کا انعقاد کیا گیا۔ 11/فروری کو **''بیت بازی''** کے مقابلہ کا انعقاد ہوا۔ 25/فروری کو **''تحریک استشراق ایک جائزہ''** کے عنوان پر مباحثہ کا انعقاد ہوا، جس میں ایم اے سال دوم کے طلبہ نے اسلامی علوم میں غیر مسلموں کی خدمات اور ان کے مثبت و منفی پہلوؤں پر گفتگو کی۔ 3/مارچ کو ڈاکٹر محمد فہیم اختر (صدر شعبہ) نے **''استنبول کے تاریخی مقامات''** کے عنوان پر پاور پوائنٹ پریزنٹیشن کے ذریعہ سفر ترکی کے مشاہدات و تاثرات میں طلبہ کو شریک کیا اور وہاں کے سماجی اور علمی حالات پر گفتگو کی۔ اسلام کی صحیح تعلیمات سے دنیا کو روشناس

کرانے اور غلط فہمیوں کو دور کرنے کے لئے 16 / مارچ کو Introduction to Islam (تعارف اسلام) کے موضوع پر انگریزی زبان میں پروگرام منعقد کیا گیا۔اس میں قرآن کا تعارف، حدیث کی اہمیت، اسلام کا تعارف، سیرت نبوی، طلبائے اسلامیات کے لئے انگریزی زبان کی اہمیت، اسلام اور رواداری، اسلام میں عورت کا مقام وغیرہ موضوعات پر خطابات پیش کئے گئے۔طلبہ کی پوشیدہ صلاحیتوں کو بیدار کرنے کے لئے 31/ مارچ کو Just a Minute (صرف ایک منٹ) کے عنوان سے برجستہ تقریری مقابلہ کا انعقاد ہوا۔ 13 / اپریل کو ''تحقیق میں ٹرانسلیٹر یشن کا استعمال'' کے عنوان پر ڈاکٹر اے ایم قدیر خواجہ (اسسٹنٹ پروفیسر DDE) نے ایم فل اور ایم اے کے طلبہ سے خطاب کیا۔

شعبۂ ترسیل عامہ وصحافت میں 5 روزہ ورکشاپ

شعبۂ ترسیل عامہ وصحافت کے زیر اہتمام ''انڈر اسٹینڈنگ الکٹرانک جرنلزم'' (الکٹرانک صحافت کی تفہیم) کے زیر عنوان پانچ روزہ (23 تا 30 مارچ 2016) ورکشاپ کا انعقاد عمل میں آیا۔جس میں ملک کے نامور صحافیوں نے طلباء کو الکٹرانک جرنلزم کی فکری وعملی تربیت دی۔ ورکشاپ میں شعبہ ماس کمونیکیشن اینڈ جرنلزم کے علاوہ دیگر شعبہ جات کے طلبا نے بھی شرکت کی افتتاحی اجلاس وائس چانسلر کی صدارت میں 23 مارچ کو سید حامد لائبریری میں منعقد ہوا جس میں ملک کے مشہور ٹی وی جرنلسٹ جناب کمال خان (ریزیڈینٹ ایڈیٹر، این ڈی ٹی وی، لکھنؤ) نے مہمان خصوصی کی حیثیت سے شرکت کی۔ شیخ الجامعہ ڈاکٹر محمد اسلم پرویز نے اپنے صدارتی خطاب میں صحافتی ایمانداری اور معروضیت پر زور دیا۔ انہوں نے اس طرح کے ورکشاپ کے انعقاد کو سراہا اور امید ظاہر کی کہ طلباء کو اس سے نصابی علم سے کہیں زیادہ فائدہ ہوگا۔کمال خان نے اپنے خصوصی خطاب میں الکٹرانک میڈیا کے عصری تقاضوں پر روشنی ڈالتے ہوئے میڈیا کے تجارتی اغراض سے پیدا ہونے والی صورتحال جیسے سنسنی خیزی اور سیاست نوازی پر کڑی تنقید کی اور گرتے ہوئے صحافتی معیار پر افسوس کا اظہار کیا۔ساتھ ہی انہوں نے مستقبل میں بہتر اور معیاری صحافت کے لوٹنے کی اُمید بھی ظاہر کی۔ افتتاحی اجلاس کے بعد ٹریننگ سیشن میں انہوں نے طلباء کو اپنی دستاویزی فلمیں جیسے ایودھیا، بندیل کھنڈ، مانسون وغیرہ دکھائی اور مثالوں کے ذریعے طلباء کو رپورٹنگ اور اسکرپٹنگ کے گر سکھائے۔صحافت کے اخلاقی پہلو پر اظہار خیال کرتے ہوئے کہا کہ سب سے بہترین صحافی وہی ہوسکتا ہے جو بہترین انسان ہو۔ ورکشاپ کے دوسرے دن محترمہ اوما سدھیر (ریزیڈینٹ ایڈیٹر، این ڈی ٹی وی، حیدرآباد) نے طلباء کو لائیو (راست) رپورٹنگ ٹیکنیک اور کیمرہ فیسنگ کے ٹپس بتائے اور اپنے تجربات شئیر کئے۔ ورکشاپ کے تیسرے دن محترمہ عارفہ خانم (راجیہ سبھا ٹی وی) نے پورے دن طلباء کے ساتھ گزارا اور انہیں فکری وعملی صحافت سے روشناس کرایا۔ عارفہ خانم نے اپنے پہلے سیشن میں میڈیا کے موجودہ مسائل اور امکانات پر گفتگو

اسٹوڈیو کا ایک منظر

کرتے ہوئے کہا کہ ''صحافت کے مائل بہ انحطاط معیار کی وجہ سے صحافت بہترین دماغ کو اپنی طرف متوجہ نہیں کر پارہی ہے۔ صحافی کو ملک کو پیش نظر رکھ کر صحافت کرنی چاہیے نہ کہ سیاست کو۔ دوسرے سیشن میں انہوں نے طلبا کو نیوز ریڈنگ اور نیوز اسکرپٹنگ کی عملی تربیت دی۔ انہوں نے شعبہ کے طلباء کے ساتھ گزارے ہوئے یادگار لمحے کا ذکر سوشل میڈیا پر بھی کیا اور طلبہ کے خیالات اور حوصلے کی داد دی۔ ورکشاپ کے چوتھے روز جناب ٹی ایس سدھیر (ریزیڈینٹ ایڈیٹر، انڈیا ٹوڈے ٹی وی۔ حیدرآباد) نے طلباء سے تبادلہ خیال کیا اور انہیں ٹی وی نیوز اسٹوری کے متعلق اہم مشورے دئے۔انہوں نے اپنے ذاتی تجربات کی روشنی میں تلنگانہ قحط سالی، کسانوں کی خودکشی، تلنگانہ ارکانِ اسمبلی کی موٹی تنخواہ اور چھتیس گڑھ کے نکسلی مسائل پر نیوز اسٹوری کی کئی عمدہ مثالیں پیش کیں۔انہوں نے طلباء سے زور دے کے کہا کہ وہ غیر جانب دارانہ صحافت کو فروغ دیں، کسی بھی نیوز اسٹوری کو پیش کرنے سے پہلے اس کے ہر پہلو پر تحقیق کرلیں اور اس کے موافق ومخالف اور غیر جانبدار گروپ سے بات کریں۔ دوسرے سیشن میں ریڈیو پروڈکشن کے ماہر جناب اسلم فرشوری نے ریڈیو پروڈکشن پر سیر حاصل گفتگو کی، انہوں نے ریڈیو کے مختلف رموز ونکات سے طلباء کو واقف کرایا۔ ورکشاپ کے پانچویں اور آخری دن جناب اعظم اعظمی (نیوز ریڈر، ای ٹی وی اردو) نے طلباء سے خطاب کیا اور انہیں اسٹوڈیو میں نیوز ریڈنگ کی عملی تربیت دی۔ ورکشاپ کے اختتامی اجلاس میں جناب منظور الامین (سابق اڈیشنل ڈائرکٹر جنرل دوردرشن) نے مہمان خصوصی کی حیثیت سے شرکت کی اور طلباء کو اپنے تجربات سے مستفیض کرنے کے علاوہ انہیں سرٹی فکیٹ سے نوازا، صدر شعبہ و ڈین پروفیسر احتشام احمد خان نے کلمات تشکر پیش کیے، جناب مصطفیٰ علی سروری نے مہمان کا تعارف کروایا اور ڈاکٹر محمد فریاد نے نظامت کے فرائض انجام دیئے۔اس موقع پر شعبہ اور دیگر شعبہ جات کے شرکت کرنے والے طلباء نے اپنے تاثرات کا اظہار کیا اور اس ورکشاپ کو اپنے کیریئر کی راہ میں بہترین رہنمائی بتایا۔شعبے کے اساتذہ' جناب حسین عباس رضوی اور ڈاکٹر معراج احمد مبارکی نے بھی اپنے تاثرات کا اظہار کیا اور طلبہ کو بہتر مستقبل کی نوید سنائی۔

شعبۂ تاریخ

پروفیسر وی کنہلی ''کیرالہ میں اسلام'' کے عنوان پر توسیعی خطبہ دیتے ہوئے۔

شعبۂ تاریخ میں دسمبر 2015 تا مئی 2016 متعدد سرگرمیوں کا انعقاد عمل میں آیا۔ان میں Prof. Michel-Pierre Chelini اور Prof. V. Kunhali کے توسیعی خطبے شامل ہیں۔ Prof. Michel-Pierre Chelini فرانس کی Artois University کے شعبۂ تاریخ کے پروفیسر ہیں۔ انہوں نے ''Challenges of Globalisation to Europe'' کے عنوان سے اپنا توسیعی خطبہ پیش کیا۔ یہ پروگرام سید حامد لائبریری کے آڈیٹوریم میں منعقد ہوا۔جس میں مانو اور دیگر یونیورسٹیوں کے اساتذہ، مورخین، مہمانوں، طلبہ وطالبات نے شرکت کی۔ ان میں پروفیسر ریکھا پانڈے قابل ذکر ہیں۔

دوسرا توسیعی خطبہ مشہور مورخ Prof. V. Kunhali نے ''Islam in Kerala'' ''کیرالہ میں اسلام'' کے عنوان سے پیش کیا۔ یہ پروگرام یکم/مارچ 2016 کو شعبۂ تاریخ کے لکچر ہال میں منعقد ہوا۔ دونوں پروگراموں کی صدارت شعبۂ تاریخ کے صدر پروفیسر مشتاق احمد کاؤنے کی۔

اس دوران شعبہ کے طلبہ وطالبات نے مختلف موضوعات پر مباحث کا سلسلہ جاری رکھا۔ اہم موضوعات جیسے ہندوستان میں عورتوں کی حالت، صنفی عدم مساوات، اقلیتوں کے مسائل اور فرقہ واریت پر کھل کر بحث ہوئی۔

مرکزِ مطالعاتِ نسواں

اس مرکز کی جانب سے اُردو بولنے والی خواتین میں تعلیم اور خود مجازیت کے فروغ کے لئے مختلف قسم کے توسیعی پروگرام منعقد کیے گئے۔ اسی سلسلے کے تحت ایک طویل مدتی شعور بیداری پروگرام بعنوان ''خواتین کے خلاف تشدد کا خاتمہ'' (25 نومبر تا 10 دسمبر 2015) مختلف تعلیمی اداروں اور کمیونٹی سنٹرس میں منعقد کیا گیا۔

حیدرآباد کے مختلف علاقوں میں ان پروگراموں کا انعقاد عمل میں آیا۔ ان میں نامور شخصیتوں، محترمہ محسنہ پروین (ایڈوکیٹ، میونسپل کارپوریٹر، عظیم تر بلدیہ حیدرآباد)، ڈاکٹر ریاض احمد (پروفیسر اکنامکس، سماجی جہد کار) اور محترمہ آمنہ الجابری (سماجی جہد کار) وغیرہ نے شرکت کی اور ''مسلم خواتین کے دستوری اور شرعی حقوق'' کے موضوع پر شرکاء کو مخاطب کیا۔

اس موقعہ پر ریسرچ اسکالرس کے لئے ایک سمپوزیم ''خواتین کے خلاف تشدد کا خاتمہ۔ تانیثیت کے تناظر میں'' کا بھی انعقاد عمل میں آیا جس میں کیمپس کے ریسرچ اسکالرس نے حصّہ لیا۔ مرکز کی جانب سے ایک کتابچہ بعنوان ''خواتین کے دستوری اور شرعی حقوق'' کی اشاعت عمل میں آئی۔ یہ کتابچہ شعور بیداری مہم کے حصّہ کے طور پر اُردو بولنے والی خواتین میں تقسیم کیا گیا۔

☆ حکومتِ ہند کی جانب سے 24/جنوری 2016ء کو ''لڑکیوں کا قومی دن'' قرار دیا گیا اور اِسے پورے ہندوستان میں منانے کا فیصلہ کیا گیا ہے۔

مرکز برائے مطالعاتِ نسواں کی جانب سے بعنوان ''تعلیمِ نسواں کی اہمیت'' موضوع پر شہرِ حیدرآباد کے مختلف اُردو میڈیم اسکولس اور دینی مدارس میں لکچرس منعقد کئے گئے۔ محترمہ فاطمہ نقوی (ویزا انچارج، ایرانی قونصل خانہ)، محترمہ تسنیم جوہر (سابقہ پرنسپل، گرلز ہائی اسکول)، پروفیسر اشرف رفیع (سابق صدر شعبہ اردو عثمانیہ یونیورسٹی) اور محترمہ قمر جمالی (سابقہ ایم۔آر۔او۔) نے مہمانِ خصوصی کی حیثیت سے شرکت کی اور طالبات کو مخاطب کیا۔ اس سلسلے میں مرکز کی جانب سے مختلف ادبی وثقافتی مقابلہ جات کا انعقاد بھی عمل میں آیا۔ تحریری مقابلہ بعنوان ''لڑکوں اور لڑکیوں کو یکساں تعلیمی مواقع کی ضرورت کیوں ہے؟'' جبکہ تقریری مقابلہ کا عنوان تھا ''کیا سماج میں لڑکوں اور لڑکیوں کو یکساں مقام حاصل ہے؟'' اور ڈرائینگ اور پینٹنگ کے لئے ''میرے خوابوں کی پرواز'' عنوان دیا گیا تھا نیز ان مقابلہ جات کی کامیاب طالبات میں انعامات کی تقسیم عمل میں آئی۔

☆ عالمی یومِ خواتین (8/مارچ 2016) کے ضمن میں مرکز برائے مطالعاتِ نسواں کی جانب سے ''خواتین کے لئے خود حفاظتی تربیت'' کا اہتمام کیا گیا۔ یہ تربیتی پروگرام HAPKIDO فیڈریشن آف انڈیا کے اشتراک سے منعقد کیا گیا۔

عالمی یومِ خواتین کے سلسلے میں منعقدہ تقریب میں ڈاکٹر آمنہ تحسین کی کتاب ''مین اسٹریمنگ دی انڈین مسلم ویمن: دی وے فارورڈ'' کی اجراء کے موقع پر (دائیں سے) سیدہ فلک، رجسٹرار ڈاکٹر شکیل احمد، ڈاکٹر سومیہ مشرا، ڈاکٹر آمنہ تحسین، جناب میر ایوب علی خان

اس موقع پر مرکز کی جانب سے کتاب ''ہندوستانی مسلم خواتین کی مرکزی دھارے میں شمولیت'' (مولفہ، ڈاکٹر آمنہ تحسین، ڈائرکٹر، مرکز برائے مطالعاتِ نسواں) کی رسمِ اِجراء محترمہ سومیہ مشرا، آئی ۔ جی (سی ۔ آئی ۔ ڈی)۔ تلنگانہ کے ہاتھوں عمل میں آئی۔ ڈاکٹر شکیل احمد، رجسٹرار، مانو نے صدارت کی جبکہ محترمہ سیّدہ فلک، انٹرنیشنل کراٹے چمپئن پروگرام کی مہمانِ اعزازی تھیں۔

البیرونی مرکز برائے مطالعاتِ سماجی علیحدگی واشتمالی پالیسی

البیرونی مرکز برائے مطالعات سماجی علیحدگی واشتمالی پالیسی کے زیر اہتمام پی ایچ ڈی طلبہ کے لیے دس روزہ ریسرچ میتھاڈالوجی کورس یکم تا 10 فروری منعقد کیا گیا۔ اس ورکشاپ کو آئی سی ایس ایس آر نے اسپانسر کیا۔ شرکاء کی کُل تعداد 45 رہی۔ پروفیسر سید نجم الحسن' ڈین' اکیڈیمکس' مانو نے سید حامد سنٹرل لائبریری آڈیٹوریم میں افتتاحی خطبہ پیش کیا جبکہ پروفیسر سنگھ مترا ایس آچاریہ' ڈائرکٹر' آئی آئی ڈی ایس' نئی دہلی نے کلیدی خطبہ دیا۔ افتتاحی اجلاس کی صدارت پروفیسر کانچا ایلیا' ڈائرکٹر مرکز نے کی۔

ورکشاپ میں شریک اسکالرس اساتذہ کے ہمراہ

ورکشاپ کے دوران جملہ 36 سیشن منعقد کیے گئے جن میں قومی و بین الاقوامی سطح کے مختلف ریسورس پرسن (Resource Person) نے مخاطب کیا۔ پروفیسر ونئے کمار سریوستوا' شعبہ انتھروپولوجی' دہلی یونیورسٹی نے 10 فروری کو اختتامی خطبہ پیش کیا۔ پروفیسر ایس ایم رحمت اللہ' ڈین اسکول آف آرٹس اینڈ سوشل سائنسز نے بحیثیت مہمانِ خصوصی شرکت کی۔ ڈاکٹر شکیل احمد' رجسٹرار' مانو نے صدارت کی۔ پروگرام کے کورس ڈائرکٹر ڈاکٹر اے ناگیشور راؤ اسسٹنٹ پروفیسر' البیرونی مرکز برائے مطالعاتِ سماجی علیحدگی واشتمالی پالیسی نے شکریہ ادا کیا۔

ڈاکٹر امبیڈکر اور مسلمان

البیرونی مرکز برائے مطالعاتِ سماجی علیحدگی واشتمالی پالیسی کی جانب سے ڈاکٹر بی آر امبیڈکر کی 125 ویں سالگرہ کے سلسلے میں 12 رمئی 2016 کو ایک مباحثہ ''ڈاکٹر امبیڈکر اور مسلمان'' منعقد ہوا۔ ڈاکٹر شکیل احمد، رجسٹرار مہمانِ خصوصی اور پروفیسر ایس ایم رحمت اللہ، ڈین اسکول برائے فنون و سماجی علوم مہمانِ اعزازی تھے۔ پروفیسر کانچا ایلیا نے تعارفی خطبہ دیا۔ جبکہ ڈاکٹر افروز عالم، اسوسیئٹ پروفیسر سیاسیات، ڈاکٹر جی وی رتنا کر، اسسٹنٹ پروفیسر ہندی اور جناب محبوب باشا، اسسٹنٹ پروفیسر تاریخ نے اظہار خیال کیا۔

بیرون کیمپس سرگرمیاں

آرٹس اینڈ سائنس کالج برائے خواتین سرینگر

آرٹس اینڈ سائنس کالج سری نگر میں سوچھ بھارت ابھیان میں حصہ لیتے ہوئے اساتذہ

آرٹس اینڈ سائنس کالج برائے خواتین سرینگر میں 15 مارچ سے 21 مارچ تک شجرکاری ہفتہ منایا گیا، جس میں کالج کی طالبات نے جوش وخروش سے حصہ لیا اور کالج کیمپس کے اندر کئی درخت لگائے۔ اپریل 2016 کے پہلے ہفتے میں قومی صفائی مہم سوچھ بھارت ابھیان کے تحت صفائی ستھرائی کا پروگرام منعقد کیا گیا جس میں کالج کے اردگرد رہنے والے لوگوں کو صفائی ستھرائی کی بنیادی جانکاری فراہم کی گئی۔ اپریل کے دوسرے ہفتے میں مولانا آزاد نیشنل اردو یونیورسٹی کے فاصلاتی نظام تعلیم سے منسلک ضلع بڈگام اور سرینگر کے طلبہ کا ایک اجتماع منعقد کیا گیا، جس میں کالج کے تمام اساتذہ کے ساتھ ساتھ پرنسپل ڈاکٹر سید ظہور احمد گیلانی نے کالج کے بارے میں معلومات فراہم کیں اور یہاں دستیاب کورسس کا تعارف کرایا اور شرکا سے ان دونوں اضلاع میں آرٹس اینڈ سائنس کالج برائے خواتین سرینگر میں دستیاب مضامین کی اطلاع عام لوگوں تک پہنچانے کے لئے تعاون کی خواہش کی ۔ اس اجلاس میں مولانا آزاد نیشنل اردو یونیورسٹی سے منسلک 200 سے زائد طلبہ نے شرکت کی۔ حال ہی میں اساتذہ کی کئی ٹیمیں منظّم کی گئی جن کو ضلع بڈگام میں کالج کی تشہیر کیلئے مختلف علاقوں میں بھیجا گیا۔

مانو ماڈل اسکول، حیدرآباد

پرنسپل ماڈل اسکول ڈاکٹر کفیل احمد، اساتذہ اور طلبہ کے ہمراہ

مولانا آزاد نیشنل اُردو یونیورسٹی ماڈل اسکول، فلک نما، حیدرآباد کے طلباء نے دسویں اور بارھویں جماعت میں اعلیٰ نشانات سے کامیاب ہوکر والدین اور اسکول انتظامیہ کا سر فخر سے بلند کردیا ہے۔ CBSE کے جاری کردہ دسویں اور بارھویں جماعت کے نتائج میں مانو ماڈل اسکول کے طلباء کا عمدہ مظاہرہ سامنے آیا۔ اس سال 10+2 کا نتیجہ شاندار رہا۔ PCB کی صبا نے 79 فیصد لاکر اوّل مقام حاصل کیا۔ وہیں 77.2 فیصد کے ساتھ عائشہ بیگم دوسرے مقام اور 76.4 فیصد کے ساتھ ثنا بیگم تیسرے مقام پر رہیں۔ اسی طرح آرٹس کے طلباء نے بھی اچھے نشانات حاصل کئے۔ HGP کی سیدہ طاہرہ ترنم نے 76.6 فیصد لاکر اوّل مقام حاصل کیا۔ وہیں 68.6 فیصد کے ساتھ اسریٰ بیگم نے دوسرا مقام اور 67.8 فیصد کے ساتھ محمد عظیم نے تیسرا مقام حاصل کیا۔

CBSE بارھویں جماعت 2016 کے امتحان میں جملہ ۲۰ طلباء نے شرکت کی جن میں 8 طلباء نے اُردو زبان میں 99/100 اور 2 طلباء نے 98/100 نشانات حاصل کئے اور بقیہ 8 طلباء نے بالترتیب 92، 93، 94، 95، 96 اور 97 نشانات لاکر اُردو یونیورسٹی کے اُردو میڈیم اسکول کا نام روشن کیا۔ وہیں Biology میں عائشہ بیگم نے 94/100 اور صبا نے Physics اور Chemistry میں 80/100 نشانات اور سیدہ طاہر ترنم نے Political Science میں 84/100 نشانات لاکر شاندار کامیابی حاصل کی۔

دسویں جماعت کے امتحان میں جملہ 44 طلباء شریک ہوئے جن میں 43 طلباء 1st Division with distinction سے کامیاب ہوئے۔ اس سال دسویں جماعت کا نتیجہ صد فی صد رہا۔ شاہجہاں بیگم، مریم نہاں اور سمرین بیگم نے 9.8 CGPA کے ساتھ اوّل مقام حاصل کیا۔ وہیں اسماء بیگم، ثانیہ عندلیب، غوثیہ بیگم، طیبہ شیریں نے 9.6 CGPA کے ساتھ دوسرا مقام اور محمد عرفات، نصرت فاطمہ، شاہجہاں بیگم، حمیرہ بیگم اور نصرت فاطمہ 9.4 CGPA کے ساتھ تیسرا مقام حاصل کیا۔ مانو ماڈل اسکول کے طلباء کی اس شاندار کامیابی پر اسکول کے پرنسپل ڈاکٹر کفیل احمد نے طلبہ اور اساتذہ کو مبارکباد دی۔

شعبۂ اردو کے طلبا کی یو.جی.سی نیٹ / جے آر ایف میں شاندار کامیابی

شعبہ اردو کے طلبہ نے یونیورسٹی گرانٹس کمیشن کے منعقدہ امتحانات برائے نیٹ (NET) اور جے آر ایف (JRF) میں شاندار کامیابی حاصل کی ہے۔ 6 طلبہ شاہنواز عالم' شبنم شمشاد' محمد صادق' علی ظفر' مختار احمد شلہ اور امتیاز احمد خواجہ نے NET اور 2 طلبہ عبدالرحمٰن اور محمد امین نے جے آر ایف کوالیفائی کیا ہے۔ 3 ایم۔فل ریسرچ اسکالرس رشدہ شاہین' مہتاب عالم اور علی ظفر نے مولانا آزاد نیشنل فیلوشپ مانف (MANF) اور ایک ریسرچ اسکالر امرناتھ نے راجیو گاندھی فیلوشپ (RGNF) حاصل کی ہے۔ شعبے کے اساتذہ نے طلبہ کے اس مظاہرہ کی ستائش کی ہے۔

طلبہ یونین کا پہلا سالانہ فیسٹول

''جشن بہاراں''

مولانا آزاد نیشنل اردو یونیورسٹی کے طلبا و طالبات کی مکمل شخصیت کی ترقی کے لیے وائس چانسلر ڈاکٹر محمد اسلم پرویز نے منتخب طلبہ یونین کے توسط سے سرگرمیوں کا باقاعدہ آغاز کرنے کے لیے ایک دوررس قدم اٹھایا اور اساتذہ کی ایک مشاورتی مجلس کی تشکیل دی تاکہ طلبا و طالبات تعلیمی، ثقافتی، کھیل کود اور سماجی سرگرمیوں میں بھرپور حصہ لیں۔ ان ہی مقاصد کے پیش نظر بشمول چیرمین اور کنوینر 10 رکنی مشاورتی مجلس برائے طلبہ یونین کی تشکیل دی گئی، جس کا کام طلبہ یونین کے توسط سے طلبا و طالبات کی مذکورہ بالا سرگرمیوں کی نگرانی کرنا' اور ہم آہنگ طریقے سے چلانا ہے۔ اس سرگرمی کو ''جشن بہاراں'' سے موسوم کیا گیا۔ اس طرح اولین سالانہ فیسٹول 2016 کا انعقاد 12 تا 20 مارچ 2016 عمل میں آیا، جس کے تحت بڑے پیمانے پر تین قسم کے پروگراموں کا اہتمام کیا گیا۔ پہلا پروگرام کھیل کود کا تھا، دوسرا ادبی اور تیسرا پروگرام ثقافتی تھا۔ کھیل کود کے پروگرام کو دو حصوں میں تقسیم کیا گیا تھا۔ ایک زمرہ آوٹ ڈور اور دوسرا اِن ڈور کھیلوں کا۔ آؤٹ ڈور کھیل کود کے پروگراموں میں چار کھیلوں کو شامل کیا گیا تھا۔ پہلا کھیل کرکٹ تھا جسے لڑکے اور لڑکیوں دونوں کے لیے منعقد کیا گیا۔ دوسرا کھیل فٹ بال' تیسرا والی بال اور چوتھا دوڑ تھا جنھیں صرف لڑکوں کے لیے منعقد کیا گیا تھا۔ اِنڈور میں چار کھیل شامل کیے گئے تھے۔ تین کھیل یعنی بیڈمینٹن' کیرم' اور شطرنج لڑکے اور لڑکیوں دونوں کے لیے منعقد کیے گئے تھے۔ جب کہ ٹیبل ٹینس کا اہتمام صرف لڑکوں کے لیے کیا گیا۔ ان کھیلوں کے علاوہ لڑکیوں کی گزارش پر کھوکھو اور کبڈّی کا بھی اہتمام کیا گیا۔

لڑکوں کے کرکٹ مقابلے میں ایجوکیشن XIB کی ٹیم نے پہلا مقام حاصل کیا جبکہ اسکول آف سائنس کو دوسرا مقام حاصل ہوا۔ مین آف دی میچ محمد کرامت اور مین آف دی سیریز کمال کو ملا۔ لڑکیوں کے مقابلوں میں ٹیم A (شادابی) نے ٹیم B (عالیشا) پر اپنی جیت درج کروائی۔ شاہین ویمن آف دی میچ اور افرا ویمن آف دی سیریز رہیں۔ فٹ بال میں جاگا - یوگا کلب نے ویر عبدالحمید کلب کو ہرایا۔ شمیم نے سب سے زیادہ گول اسکور کیے اور اونیس پلیئر آف دی ٹورنمنٹ رہے۔ والی بال میں خان کلب نے سینڈ اسٹروم کو ہرایا۔ عادل خان میاں آف دی میچ اور عدنان حبیب مین آف دی سیریز

ڈاکٹر محمد اسلم پرویز، پروفیسر ابوالکلام اور طلبہ یونین کے صدر اکمل خان، جشن بہاراں کے دوران

رہے۔ کبڈی میں عشرت بتول ٹیم نے جوہینا یاسمین ٹیم کو ہرایا۔ کھوکھو میں کے شبنم ٹیم نے سمرن کوثر ٹیم کو ہرایا۔ لڑکوں کے بیڈمنٹن میں پٹھان سجا ہم، محمد منور علی نے ابو ہریرہ، محمد مستقیم کو ہرایا۔ بیڈمنٹن لڑکیوں میں سمرن کوثر، جوہینا یاسمین نے روحی افشاں، عالیہ فوض کو ہرایا۔ کیرم لڑکوں میں شاہد علی، ٹی ارسٹاٹل نے محمد ثاقب، محمد حسام کو ہرایا۔ کیرم لڑکیوں میں سمرین فاطمہ، نکہت فاطمہ نے تمرین فاطمہ، آفرین فاطمہ پر جیت حاصل کی۔ شطرنج لڑکوں میں دلشاد اشرف نے تحسین زید کو ہرایا۔ شطرنج لڑکیوں میں صبیحہ نے رومیہ پر جیت حاصل کی۔ ٹیبل ٹینس لڑکوں میں سوربھ سودا، ابوجنید نے محمد شمعون، فیاض احمد کو ہرایا۔ دوڑ 100 میٹر میں محمد کو پہلا، محمد اونیس کو دوسرا اور انوار الحق کو تیسرا مقام حاصل ہوا۔ 500 میٹر دوڑ میں نمشاد کو پہلا، محمد عمران کو دوسرا اور برہما رائیڈو کو تیسرا مقام حاصل ہوا۔

ادبی و ثقافتی زمرے کے تحت 1- قرأت' 2- کوئز' 3- محض ایک منٹ (صرف اردو میں)' 4- مضمون نگاری' 5- پوسٹر سازی' 6- بیت بازی اور 7- انتاکشری جیسے مقابلوں کا انعقاد لڑکے اور لڑکیوں دونوں کے لیے عمل میں لایا گیا تھا۔

قرأت مقابلوں میں عبداللہ کو پہلا، جانثار کو دوسرا اور محمد زبیر خان کو تیسرا مقام حاصل ہوا۔ کوئز مقابلوں میں منتظر نظر' شارق جمال' احسان کی ٹیم کو پہلا، محمد دلشاد' چاند باشاہ 'اعفان ظفر کو دوسرا اور عبدالاحد' محمد تمیم شیخ' محمد انضمام الحق کو تیسرا مقام حاصل ہوا۔ صرف ایک منٹ میں محمد طارق پہلے، محمد سیف الدین دوسرے اور غلام رسول تیسرے مقام پر رہے۔ مضمون نگاری میں نغمہ شاہدہ کو پہلا، رضوان الحسن کو دوسرا رشی کیش آنند کو تیسرا مقام حاصل ہوا۔ پوسٹر سازی میں شیخ صفی اللہ، شارق جمال اور ضحیٰ سلمان بالترتیب دوسرا اور تیسرا مقام حاصل ہوا۔ بیت بازی میں پہلا مقام اکرام الحق' دانش اقبال' منصور عالم کو

حاصل ہوا جبکہ دوسرا عامر رشید' محمد عدنان' محمد طارق کو اور تیسرا احسن رضا' احمد رضا' فیاض احمد کو حاصل ہوا۔ انتاکشری میں کے ربیعہ سلطانہ' کے چندن بانو، رخسار تبسم نے پہلا، اکرام الحق' محمد ہسنور رضا' خالد صبا نے دوسرا اور محمد اشتیاق' جانثار اختر' محمد ثاقب دبیر تیسرا مقام حاصل کیا۔

علاوہ ازیں ''**کیا آزادیِ گفتار و اظہار مطلق ہے؟**'' کے زیر عنوان ایک قومی مباحثے کا انعقاد عمل میں لایا گیا، جس میں ہندی بین الاقوامی یونیورسٹی وردھا' حیدرآباد سنٹرل یونیورسٹی' ایفلو' عثمانیہ یونیورسٹی' گلبرگہ یونیورسٹی اور پانڈیچیری یونیورسٹی کے طالب علموں نے شرکت کی۔ مذکورہ موضوع پر ہر زاویے سے مفصل و مدلل اور دانشورانہ بحثیں ہوئیں۔ حاضرین پروگرام کو موضوع سے متعلق بہت سی معلومات فراہم ہوئیں۔ شرکائے مباحثہ کو یادگاریے (Mementos) پیش کیے گئے۔

طلبہ یونین سالانہ فیسٹول 2016 ''جشن بہاراں'' میں تین ثقافتی شاموں کا بھی اہتمام کیا گیا اور ہر شام کو ایک نام سے معنون کیا گیا تھا۔ پہلی شام ''ایک شام فنون کے نام'' تھی جس کے تحت تین اہم پروگرام منعقد کیے گئے ; 1- اسکٹ' 2- مونو ایکٹنگ اور 3- مائم۔ اس پروگرام میں لوگوں نے بھرپور شرکت کی اور محظوظ ہوئے۔ پہلی شام کے پروگراموں میں اسکٹ (Skit) میں شمعون گروپ نے حصہ لیا۔ مونو ایکٹنگ (Mono-Acting) میں محمد شمعون نے پہلا اور مدثر نے دوسرا مقام حاصل کیا۔ مائم (Mime) میں کیرالا گروپ نے اپنا مظاہرہ پیش کیا۔

دوسری شام ''ایک شام ساز و آواز کے نام'' تھی۔ اس کے تحت تین ثقافتی پروگراموں کا انعقاد عمل میں لایا گیا تھا۔ اس پروگرام میں بھی لوگوں نے بھرپور شرکت کی اور محظوظ ہوئے۔ گلوکاری میں رخسار انعام اول، ثاقب کو دوم اور حسین اختر کو انعامِ سوم حاصل ہوا۔ ڈانس (سولو) میں روح الحسین نے پہلا مقام حاصل کیا، ذیشان کو دوسرا اور جیا کو تیسرا مقام حاصل ہوا۔ ڈانس (گروپ) میں ناہیدہ گروپ انعام اول حاصل ہوا چارلی گروپ کو دوم اور مہاپت گروپ کو انعام سوم حاصل ہوا

اس طرح سے ڈاکٹر محمد اسلم پرویز، وائس چانسلر کی شخصی دلچسپی اور سرپرستی کے باعث 20 مارچ 2016ء کو علی الصبح ایک یادگار اور راہ ساز طلبہ یونین سالانہ فیسٹول جشن بہاراں 2016 ایک نئی بصیرت اور نئی تحریک کے آغاز کے ساتھ اختتام پذیر ہوا۔

جشنِ بہاراں کے تحت کل ہند مشاعرہ کا انعقاد

یونیورسٹی طلبہ یونین کی جانب سے جشن بہاراں کے زیرعنوان مختلف ثقافتی پروگرام پیش کیے گئے۔ اسی سلسلہ میں 19/ مارچ 2016 کو کل ہند مشاعرہ منعقد کیا گیا۔ مشاعرے کی صدارت جناب رحمٰن جامی نے کی۔ نظامت کے فرائض ڈاکٹر عمیر منظر نے انجام دیئے۔ مشاعرے کا آغاز پروفیسر نسیم الدین فریس کی حمد سے ہوا اور نعت طیب پاشا قادری نے پیش کی۔ بعد ازاں طلبا محمد فیاض، ذیشان آرزو، فیروز خان فیروز، محمد طارق، رہبر پرتاپ گڑھی نے اپنے کلام پیش کیے۔ مدعو شعرا مسرور عابدی، سردار سلیم، نعیم اختر، روف خیر، نسیم اعجاز، عمران پرتاپ گڑھی مجاور مالیگاوی، طارق قمر، پروفیسر خالد سعید، ڈاکٹر محمود کاظمی، ڈاکٹر زاہد الحق، اشفاق آصفی، رحیم رامش، صلاح الدین نیر، قاضی فاروق عارفی، عبدالسمیع نعیم، طیب پاشا قادری، عمیر منظر، رحمٰن جامی، ان سبھی شعراء نے اپنے منتخب کلام سے نواز کر سامعین سے خوب داد و تحسین حاصل کی۔ اس موقع پر ڈاکٹر محمد اسلم پرویز، وائس چانسلر مہمانِ خصوصی تھے۔ ڈاکٹر شکیل احمد، رجسٹرار مہمانِ اعزازی، پروفیسر ابوالکلام، مشاعرے کے کنوینر اور دیگر ذمہ داران نے بھی شرکت کی۔

فکرِ آزاد

دنیا کے واقعات وحوادث طوفان کی طرح اٹھتے اور سیلاب کی طرح آتے ہیں اور انسان کا کمزور ارادہ ہمیشہ اس کی سطح پر حباب کی طرح بہتا رہتا ہے۔ حکمت الٰہی نے اگرچہ انسان کو یہ طاقت بخشی ہے کہ اس طوفان وسیلاب کا مقابلہ کرسکتا ہے اور اگر چاہے تو فرشِ زمین کی طرح اس کی لہروں پر بھی چل سکتا ہے، اور دنیا کبھی ان عزائم سے خالی نہیں رہی ہے۔ جنہوں نے نہ صرف اس کا مقابلہ کیا ہے بلکہ مرکب کی طرح لگام لگا کر جس طرف چاہا ہے رخ پھیر دیا ہے۔ لیکن افسوس کہ زندگی اور ارادہ کے اس کرہ میں بہت کم انسان ہیں جو خدا کی بخشی ہوئی قوتوں کو سمجھنا چاہتے ہیں، اور ان سے بھی کم ہیں جو سمجھنے کے بعد برت سکتے ہیں۔

زمین پر درختوں کے جھنڈ ہیں جو ہوا سے ہلتے ہیں، کنکر پتھر کے ڈھیر ہیں جن کو ٹھوکریں پامال کرتی ہیں، خس وخاشاک کے انبار ہیں جن کو آندھی اڑا لے جاتی ہے، اسی طرح انسانوں کی بھی ٹولیاں اور بستیاں ہیں جو اگرچہ دیکھتا اور سنتا ہے، سوچتا ہے اور ارادہ کرتا ہے، لیکن جب حوادث امنڈتے ہیں، واقعات وتغیرات بہنے لگتے ہیں، تو وہ اپنی تمام ارادی اور ادراکی قوتوں کو خیر باد کہہ دیتا ہے، اور پھر درخت کی طرح گر کر پتھر کی طرح لڑھک کر، خس وخاشاک کی طرح آناً فاناً بہہ جاتا ہے! مقام انسانیت کا منارہ بہت ہی بلند ہے۔ لیکن اس کی دیواریں جمادات کی سطح ہی سے بلند ہوئی ہیں، اس لیے اگر اس کی چوٹی گرے گی تو وہاں پہنچے گی جہاں سے بلند ہوئی تھی۔

۱۷ء سے ۱۹ء تک کے حوادث عالم یا سیلاب اگرچہ نہایت مہیب اور ہوش ربا تھا اور بہت مشکل تھا کہ ارادہ اور فیصلہ کی دیواریں اس کے مقابلے میں قائم رہ سکتیں۔ لیکن عنایت الٰہی کی دستگیری سے میں نے اپنے ارادہ اور عزم کو اس وقت بھی پوری طرح قائم واستوار پایا، اور ایک لمحہ کے لیے بھی میرے دل پر مایوسی کو قبضہ نہ ملا۔ واقعات کی المناکی اور ناکامی میرے دل وجگر کو چیر دے سکتی تھی، اور حوادث کی غمگینی اس کے ٹکڑے ٹکڑے کردے سکتی تھی لیکن وہ اس یقین اور عزم کو نہیں نکال سکتی تھی جو اس کے ریشے ریشے میں بسا ہوا ہے، اور صرف اسی وقت نکل سکتا ہے جب دل بھی سینے سے نکل جائے۔ وہ زمین کی پیداوار نہیں ہے کہ زمین کی کوئی طاقت اسے پامال کرسکے۔ وہ آسمان کی روح ہے اور بحکم ’’تتنزل علیهم الملائكة ان لاتخافوا ولا تحزنوا ‘‘ آسمان کی بلندیوں سے ہی اتری ہے، پس نہ تو زمین کی امیدیں اسے پیدا کرسکتی ہیں، نہ زمین کی مایوسیاں اسے ہلاک کرسکتی ہیں۔ عین 1918ء کے اواخر عہد میں جبکہ امیدوں، آرزوؤں کی پوری دنیا الٹ چکی تھی، اور اس کی ویرانیوں، اور پامالیوں پر سیلاب حوادث پورے زور وشور کے ساتھ گزر چکا تھا، تو میں رانچی کے گوشۂ عزلت میں بیٹھا ہوا ایک نئی دنیائے امید کی تعمیر کا سروسامان دیکھ رہا تھا اور گو دنیا نے دروازہ کے بند ہونے کی صدائیں سنی تھیں، مگر میرے کان ایک نئے دروازہ کے کھلنے پر لگے ہوئے تھے۔

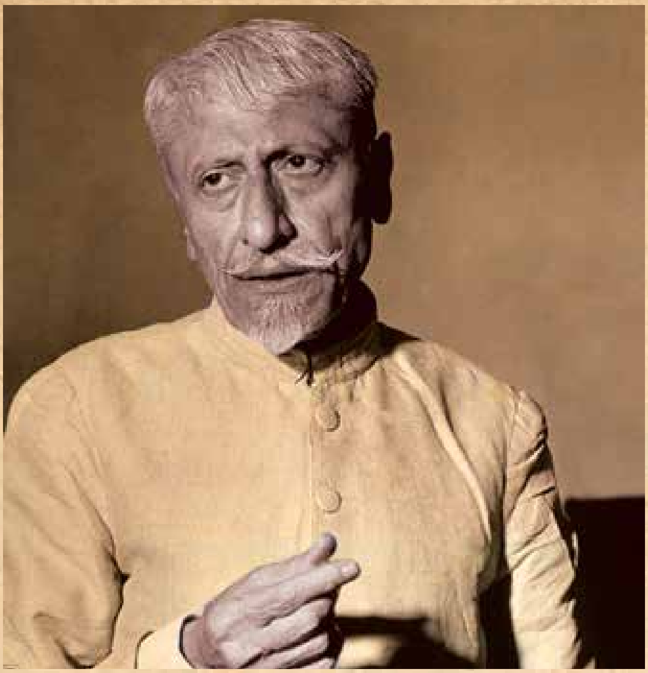

۱۸ء کے رمضان المبارک کا پہلا ہفتہ اور اس کی بیدار و معمور راتیں تھیں۔ جب میں نے ان ہی ہاتھوں سے امیدوں اور ارادوں کے لیے نقشوں پر لکیریں کھینچیں جن سے تمام پچھلے نقشے چاک کر چکا تھا۔

میں نے جنوری ۲۰ء کے آخر تک پوری جدو جہد کی کہ موجودہ تحریک کی خدمات کو اس عنوان سے انجام دوں کہ میرا قرارداده اسلوبِ عمل بھی قائم رہے، اور اقلاسیر وگردش کے کاموں سے الگ رہوں، لیکن حالات کی نزاکت، مقاصد کی ناگزیر احتیاجات، اور اشخاص کے فقدان نے میری کوششوں کو کامیاب ہونے نہ دیا۔ کچھ عرصہ تک کشمکش جاری رہی اور بالآخر مجھے فیصلہ کرلینا پڑا کہ اصلی فیصلہ وہی ہے جو وقت اور ضرورت نے کردیا ہے اور اب تمام تر اسی کے لیے وقف ہو جانا ہے، اس حالت کا نتیجہ یہ نکلا کہ جنوری ۲۰ء سے اس وقت تک کا زمانہ جو ۱۸، ماہ سے زیادہ ہو چکا ہے، تمام تر پے در پے دوروں اور عام تحریک کی فکروں اور کاوشوں میں بسر ہوگیا اور تمام دوسرے مشغلے یک قلم ملتوی کردینے پڑے۔ نہ تصنیف وتالیف کی تکمیل ہوسکی، نہ طباعت واشاعت کی فکر کرسکا، نہ البلاغ جاری کیا جاسکا، نہ اپنے پیش نظر مہمات دلجمعی کے ساتھ انجام پاسکے۔ ساری باتیں قیام وسکون پر موقوف تھیں، اور وہ ان اٹھارہ مہینوں میں ایک شب و روز کے لیے بھی میسر نہ آسکا، زندگی وہی زندگی ہے جو سب کے لیے مقدر ہوئی ہے، وقت وہی شب وروز کا وقت ہے جو ہمیشہ سے چلا آتا ہے، نہ سورج میرے لیے زیادہ دیر تک ٹھہر سکتا ہے نہ رات میری خاطر اپنا معمول بدل دے سکتی ہے۔ ایک زندگی ہے لیکن سینکڑں زندگیوں کا حوصلہ دل میں پنہاں ہے۔ کیونکر دنیا کو پلٹ دوں؟ اور کہاں سے اس طاقت کو بلالوں جو ایک دل ودماغ کے ساتھ سینکڑوں، ہزاروں ہاتھوں کو جوڑ دے!

موجودہ حالت یہ ہے اور نہیں کہا جاسکتا کہ یہ حالت کب تک جاری رہے گی؟

رو میں ہے رخشِ عمر، کہاں دیکھئے تھمے
نے ہاتھ باگ پر ہے، نہ پا ہے رکاب میں

(مولانا آزاد کی تحریر سے اقتباس)